

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

مختصر سوانح حیات اور آپ پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات

أبو هريرة رضي الله عنه صاحب رسول الله ﷺ

ترجمہ عبد الحمید اطہر

تالیف ڈاکٹر حارث بن سلیمان



نام کتاب	:	ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ صاحب رسول اللہ ﷺ
اردو نام	:	دراسة حدیثیة تاریخیة صادقة حضرت ابو ہریرہؓ؛ مختصر سوانح حیات اور آپ پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات
تصنیف	:	ڈاکٹر حارث بن سلیمان
ترجمہ	:	عبد الحمید اطہر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

مختصر سوانح حیات اور آپ پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات

تالیف

ڈاکٹر حارث بن سلیمان

ترجمہ

عبد الحمید اطہر

النووی، دار الفکر، ومؤسسة مناهل العرفان بیروت۔ لبنان

۱۳۔ صحیح الإمام أبی حاتم محمد بن حبان التیمی، بترتیب ابن بلبان الفارسی، تقدیم کمال یوسف الحوت، دار الکتب العلمیة بیروت۔

۱۴۔ صحیح الإمام أبی عبد الله البخاری، دار الفکر

۱۵۔ صفة الصفوة للإمام أبی الفرج ابن الجوزی، تحقیق محمود فاخوری، ومحمد قلعة جی، دار المعرفة للطباعة والنشر بیروت۔

۱۶۔ الطبقات الكبرى، للحافظ ابن سعد، دار بیروت للطباعة والنشر

۱۷۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، للحافظ نور الدین الہیثمی، مؤسسة المعارف، بیروت۔

۱۸۔ المستدرک علی الصحیحین، للإمام أبی عبد الله الحاكم النیسابوری

دار الکتب العربی بیروت۔

۱۹۔ مسند الإمام احمد بن حنبل، شرح وفهرسة الشيخ محمد احمد شاکر،

دار المعارف۔

۲۰۔ مسند الإمام محمد بن ادريس الشافعی، دار الکتب العلمیة، بیروت

۲۱۔ معجم البلدان، لیاقوت بن عبد الله الحموی، دار إحياء التراث العربی

۲۲۔ معرفة علوم الحديث، للحاکم النیسابوری، دار إحياء العلوم بیروت

۲۳۔ مفتاح الجنة فی الاحتجاج بالسنة، للحافظ جلال الدین السيوطی،

الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة۔

۲۴۔ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، للإمام أبی زکریا یحیی بن

شرف النووی، دار الفکر بیروت۔

۲۵۔ الموطأ، للإمام مالک بن أنس، تحقیق محمد فؤاد عبد الباقي، دار

إحياء الكتب العربية عيسى الحلبي وشركاؤه۔

۲۶۔ النهاية فی غریب الحديث، للحافظ مجد الدین ابن الأثیر، تحقیق

طاهر الزاوی ومحمود الطناحي، نشر المكتبة العلمیة بیروت۔

انتساب

اہل بیت اور صحابہ

رضی اللہ عنہم کو چاہئے

والوں کے نام

فهرست مراجع

١. الاستيعاب في أسماء الأصحاب للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد البر بهامش الإصابة، دار العلوم الحديثة.
٢. الإصابة في تمييز الصحابة للحافظ احمد بن حجر العسقلاني، دار العلوم الحديثة.
٣. البداية والنهاية للحافظ أبي الفداء ابن كثير، دار الكتب العلمية. بيروت
٤. التاريخ الكبير، للإمام أبي عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري.
٥. تدريب الراوي في شرح تقريب النور، للحافظ جلال الدين السيوطي، تحقيق الشيخ عرفان عبد القادر حسونة، دار الفكر للطباعة والنشر
٦. تذكرة الحفاظ، للحافظ أبي عبد الله الذهبي، دار إحياء علوم التراث العربي، بيروت.
٧. حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني، دار الكتاب العربي بيروت.
٨. سنن الإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، مراجعة وتعليق محمد بن محي الدين عبد الحميد.
٩. سنن الإمام أبي عيسى الترمذي، تحقيق عبد الرحمن محمد عثمان، دار الفكر للطباعة، بيروت.
١٠. سنن الحافظ أبي عبد الله محمد يزيد بن ماجة، تحقيق محمد فواد عبد الباقي.
١١. سير أعلام النبلاء، للحافظ الذهبي، تحقيق شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة.
١٢. صحيح الإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري، بشرح

بسم الله الرحمن الرحيم

ان کو تکلیف پہنچانے سے باز رہنے کے سلسلے میں وارد آیات کریمہ اور احادیث شریفہ سے لا پرواہی ہے، اور اس میں صحبت رسول اللہ ﷺ کو حقیر جاننا ہے، جس کے نتیجے میں خود رسول اللہ ﷺ کو حقیر جاننا لازم آتا ہے، کیوں کہ ساتھی کی فضیلت سے اُس شخص کی فضیلت معلوم ہوتی ہے جس کی صحبت اختیار کی گئی ہو۔

والله يقول الحق وهو يهدي السبيل وهو حسبنا ونعم الوكيل

فہرست مضامین

۷	مقدمہ
۱۱	باب اول: مختصر سوانح حیات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
۱۱	نام و نسب
۱۷	علم و فضل
۱۹	عبادت اور خشیت الہی
۲۰	تواضع، سخاوت اور حسن اخلاق
۲۲	اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک اور لوگوں میں آپ کی محبت
۲۳	رسول کی اتباع کی خواہش
۲۴	آپ کے اقوال و زرین
۲۸	روایت کردہ احادیث اور قوت حافظہ
۳۰	اہل علم کی طرف سے آپ کے قوت حافظہ کی گواہی
۳۴	روایات حدیث میں آپ کا اسلوب
۳۶	ابو ہریرہ سے مروی مرفوع اور مقوف روایتیں
۴۴	ابو ہریرہ اور آل بیت رضی اللہ عنہم
۴۴	۱۔ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ
۴۵	۲۔ حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ
۴۶	۳۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما
۴۹	باب دوم: حضرت ابو ہریرہ پر کیے گئے اعتراضات اور اس کے اسباب

- پہلی فصل: حضرت ابو ہریرہ پر کیے گئے اعتراضات ۴۹
- پہلا اعتراض: کثرت روایات ۵۰
- دوسرا اعتراض: بعض صحابہ کرام کی طرف سے آپ کا استدراک ۵۸
- تیسرا اعتراض: اپنا پیٹ بھرنے پر توجہ ۶۲
- چوتھا اعتراض: بعض روایات کو چھپانے کا الزام ۶۸
- پانچواں اعتراض: بحرین کی گورنری سے ۷۲
- حضرت عمر کا آپ کو معزول کرنا ۷۵
- چھٹا اعتراض: بنی امیہ کے ساتھ دوستی ۷۹
- دوسری فصل: آپ رضی اللہ عنہ پر کیے گئے اعتراضات کے اسباب ۸۲
- خلاصہ کلام: ۸۵
- مراجع

۷۔ صحبت نبوی کی وجہ سے آپ کی عدالت اور ثقاہت کا ثبوت، اسی طرح روایت کی عدالت وثقاہت، کیوں کہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سے روایت کی ہے، اور بعض صحابہ نے ان کے حفظ اور علم کی تعریف کی ہے، اسی طرح سینکڑوں تابعین نے ان سے روایت کی ہے اور ان کی توثیق کی ہے، اسی طرح تابعین کے بعد آنے والے ان علماء کرام نے بھی ان کی توثیق کی ہے، جن کی باتوں کو مرجع مانا جاتا ہے اور روایت حدیث میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

۸۔ بعض صحابہ کے درمیان ہونے والے اختلافات سے کنارہ کشی۔

۹۔ آل بیت سے ان کی محبت اور آل بیت کے بہت سے فضائل اور مناقب میں ان کی روایت کردہ حدیثیں، اور ابو ہریرہ سے ان کی ناراضگی کو ثابت کرنے والی کسی دلیل کا نہ ملنا۔

۱۰۔ آپ پر کیے گئے جھوٹے الزامات اور اعتراضات کے باطل ہونے کی تاکید اور ان شبہات کو بھڑکانے کے درپردہ اہم اسباب کا بیان۔

۱۱۔ بعض خواہشات کی پیروی کرنے والوں نے ایک طرف اپنی بدعتوں کو ثابت کرنے کے لیے اور دوسری طرف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور ان کی روایتوں میں شک پیدا کرنے کے لیے احادیث گڑھی ہے، کیوں کہ ان کی وضع کردہ حدیثوں سے دین کے حقائق، اور روشن تعلیمات کی واضح مخالفت معلوم ہوتی ہے، یہ موضوع حدیثیں علم حدیث کے ماہرین کے نزدیک مشہور و معروف ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے یہ امتیازات آپ کے بلند مقام اور رفعت شان کو نمایاں کرنے اور ان کو اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی تنقید کا نشانہ بنانے کی حرمت کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں، کیوں کہ ان کو اپنا ہدف ملامت بنانا ان کی حقوق تلفی ہے، اسلام اور رسول اسلام کی مدد و نصرت اور اسلامی تعلیمات کو اپنے بعد والوں میں منتقل کرنے میں ان کی بے پناہ کوششوں کی تحقیر اور ان کی قدردانی نہ کرنا ہے، یہاں تک کہ یہ تعلیمات ہم تک بغیر محنت اور قیمت کے پہنچ گئی ہیں، اس میں صحابہ کرام کے فضائل اور

خلاصہ کلام

اس کتاب میں جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے گوشوں کو سرسری بیان کرنے سے یہ بات ہمارے سامنے واضح ہوگئی کہ ان کی شخصیت کی تعمیر، ان کے مقام و مرتبے کو بڑھانے اور آپ کے علم کو وسعت دینے میں بہت سے نمایاں اسباب کارفرما ہیں:

۱۔ آپ کا قبول اسلام اور چار سال سے زائد مدت رسول اللہ ﷺ کی صحبت اور اس مدت کے دوران ہر وقت آپ ﷺ کا ساتھ، اور اس صحبت کے نتیجے میں بہت سا علم، اور ہدایت و معرفت کی مختلف قسموں کو جمع کرنا۔

۲۔ ان کو رسول اللہ ﷺ سے بڑی محبت تھی، اور قول و عمل اور سلوک میں آپ کی پیروی اور اتباع کی شدید خواہش تھی، اس کا اظہار ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں نمایاں طور پر ہوا۔

۳۔ ان کی عبادت، تقویٰ، موت کا کثرت سے تذکرہ، قیامت کے دن سے خوف، جہنم اور اس سے قریب کرنے والے امور سے اللہ کے حضور پناہ۔

۴۔ ان کا تواضع، سخاوت، حسن اخلاق، محراب، صاف گوئی اور لوگوں کی ان سے محبت۔

۵۔ علم کو پھیلانے کا جذبہ، دعوت دین کا اہتمام، اور اس کی خاطر خود کو فدا کرنا، جس کی وجہ سے آپ صحابہ رضی اللہ عنہم میں رسول اللہ ﷺ کے عہد کے بعد نمایاں داعیوں اور علم پھیلانے والوں میں شمار ہوئے۔

۶۔ کثرت روایات، اور آپ کی روایت کردہ حدیثوں کی صحت، بہترین حفظ اور مکمل ضبط۔

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد المبعوث رحمة للعالمين وعلى آله وأصحابه أجمعين، أما بعد !
بعض لوگ جہالت یا عقل دشمن لوگوں کی تقلید میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرنے کے عادی ہیں، وہ صحابہ کرام جو نبی کریم ﷺ پر ایمان لے آئے اور آپ کی صحبت سے مشرف ہوئے، آپ کی مدد اور تائید کی، اس امت کی تہذیب و ثقافت، عزت و شرافت اور تاریخ کی تعمیر میں آپ ﷺ کے ساتھ اپنی ہر چیز کی قربانی دی، جس تاریخ پر امت مسلمہ کو آج فخر ہے اور وہ دوسری قوموں پر اپنی برتری ثابت کرتی ہے، اللہ کے ارادے اور مشیت ایزدی کے بعد اگر یہ لوگ نہیں ہوتے تو اسلام کو فتح و کامرانی نصیب نہیں ہوتی، زمین کے مختلف علاقوں میں اسلام کا بول بالا نہیں ہوتا، اور پوری دنیا میں اسلام نہیں پھیلتا، پس اسلام قبول کر کے بہت سی قومیں زبانوں، رنگوں اور قدروں کے اختلاف کے باوجود ہدایت پا گئیں، اور سعادت مندی کو حاصل کر لیا، اور دوسری قوموں کی قیادت ان کے ہاتھوں میں آگئی، جس کی وجہ سے ایسے عظیم کارنامے انجام پائے جن کا ذکر یہاں کرنا ممکن نہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی ہے، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور اللہ نے ان کو بہترین اجر عطا فرمایا، جس کا تذکرہ بہت سی آیتوں میں آیا ہے، مثلاً اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا“ (سورہ فتح ۱۸)
اللہ تعالیٰ مومنین سے راضی ہو گیا جب وہ آپ کے ہاتھوں پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے، پس ان کے دلوں کی بات اس نے جان لیا، جس کی وجہ سے ان پر سکینت کو نازل فرمایا

اور ان کو بدلے میں قریبی فتح عطا کی۔

”لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكَلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ“ (سورہ حدیدہ: ۱۰) تم میں سے وہ لوگ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور دشمنوں کے خلاف جنگ کی، یہ لوگ ان لوگوں سے درجے میں بہت بڑھے ہوئے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خرچ کیا اور جنگ کی، اور ہر ایک سے اللہ نے جنت کا وعدہ کیا ہے، اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی تعریف کے بھی مستحق ہوئے، آپ نے اپنے ساتھیوں کی تعریف کی اور بہت سی حدیثوں میں ان کی فضیلت اور اہمیت بیان کی، ان میں سے بعض حدیثیں مندرجہ ذیل ہیں:

آپ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین لوگ میری صدی کے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں.....“۔ (بخاری ۳/۲۵۱، فضائل الصحابہ، مسلم ۱۸۵/۷)

آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے ساتھیوں کو گالی مت دو، میرے ساتھیوں کو گالی مت دو، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کرے تو ان میں سے کسی کے ایک مد اور اس کے نصف کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (۱)

آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے ساتھیوں کے سلسلے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے ساتھیوں کو اپنا نشانہ نہ بناؤ، ان سے محبت، مجھ سے محبت کا نتیجہ ہے اور ان سے بغض مجھ سے بغض کا نتیجہ ہے، جو ان کو تکلیف پہنچائے تو اس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اس نے اللہ کو اذیت دی، اور جو اللہ کو اذیت دیتا ہے، جلد ہی اللہ اس کی پکڑ فرمائیں گے۔ (۲)

۱۔ بخاری: ۲۱/۷، مسلم: ۱۸۸/۸، ابوداؤد: ۴۱۲/۳، صحیح ابن حبان: ۱۸۸/۸، یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

۲۔ صحیح ابن حبان: ۱۸۹/۸

حدیثوں کو سنتا ہے جو اس کے مسلک کے خلاف ہوتی ہیں تو اس کو ابو ہریرہ کی روایتوں کی تردید کرنے میں کوئی دلیل نہیں ملتی ہے، جس کی وجہ سے وہ گھبراتا ہے اور ابو ہریرہ کی شخصیت پر حملہ کر دیتا ہے، یا وہ قدری ہے جو مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو بندوں کے عمل کرنے سے پہلے ہی مانتے ہیں، جب وہ ابو ہریرہ کی حدیثوں میں تقدیر کے اثبات کی خبریں دیکھتا ہے تو اس کو کوئی ایسی دلیل نہیں ملتی جس میں اس کی بات کے صحیح ہونے کی تائید ہو، اس لیے وہ اپنی طرف سے یہ دلیل دیتا ہے کہ ابو ہریرہ کی حدیثوں سے دلیل پیش کرنا جائز نہیں ہے، یا وہ ناواقف اور جاہل ہے، جو فقہ پڑھتا ہے اور غلط طریقے سے فقہ کو حاصل کرتا ہے، جب وہ بغیر دلیل اور برہان کے کسی کی تقلید میں اختیار رکھے ہوئے اپنے مسلک کے خلاف ابو ہریرہ کی حدیثوں کو دیکھتا ہے تو ابو ہریرہ کے خلاف بولتا ہے اور آپ کی ان روایتوں کی تردید کرتا ہے جو اس کے مسلک کی مخالف ہیں..... یہاں تک کہ انھوں نے کہا: بعض فرقوں نے ابو ہریرہ کی ان حدیثوں کا انکار کیا ہے جن کے معانی کو انھوں نے سمجھا نہیں ہے۔ الخ (۱)

امام ابن خزیمہ نے جن کا تذکرہ کیا ہے وہ آج بعض ان معاصرین کے سلف ہیں، جو بعض صحیح حدیثوں کا انکار کرتے ہیں، اور اہل علم کی تصحیح کی کوئی پرواہ نہیں کرتے، صرف اس لیے کہ ان کی سمجھ میں ان حدیثوں کا مطلب نہیں آتا ہے، یا ان کی عقلوں کو یہ حدیثیں بھاتی نہیں ہیں، وہ خود کو ان حدیثوں کے سلسلے میں علماے کرام کے اقوال کی طرف رجوع کرنے کی تکلیف نہیں دیتے، اور ان کی توجیہات کو جاننے کی کوشش نہیں کرتے، امام یحییٰ بن معین نے بڑی دقیق بات کہی ہے: محمد بن عبد اللہ انصاری کو مصعب قضا مناسب ہے۔ ان سے دریافت کیا گیا: ابو زکریا! حدیث؟ آپ نے جواب دیا:

للحرب أقوام خلقوا لها وللدواوين حساب وكتتاب
جنگ کے لیے بعض قومیں پیدا کی گئی ہیں اور دواوین کے لیے حساب دان اور کتابتیں

ہیں۔ (۲)

۲۔ آپ کی روایت کردہ احادیث کے مضامین کی بڑی اہمیت ہے، اور یہ حدیثیں عقائد، عبادات، معاملات، سلوک و یرتا و اخلاق وغیرہ دین کے اکثر امور پر مشتمل ہیں۔

۳۔ بعض مختلف فیہ امور سے متعلق حدیثوں کو آپ نے بکثرت روایت کیا ہے، جن حدیثوں پر جمہور علماء اپنے دوسروں کے ساتھ اختلافات میں اعتماد کرتے ہیں اور ان حدیثوں میں ان کی دلیلیں موجود ہیں۔

۴۔ حدیث کے ائمہ نے اپنی کتابوں میں ان کی حدیثوں کو نقل کیا ہے، ان میں سرفہرست امام بخاری اور امام مسلم ہیں۔

دشمنوں کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ سب سے پہلے ان کی شخصیت میں شک پیدا کیا جائے، پھر ان کی روایتوں کو مشکوک بنایا جائے، اور اخیر میں ان کتابوں کو شک کے دائرے میں لایا جائے جن میں ان کی حدیثیں نقل کی گئی ہیں، دشمنان اسلام اور قدیم زمانے میں اور موجودہ زمانے میں مادی فائدے حاصل کرنے والے ان کے پیروکاروں کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے۔

۵۔ آپ کی زندگی، جمع روایات میں ان کے طریقہ کار، آپ کے قوت حافظہ اور اس کی ممتاز صلاحیت سے یہ لوگ نادانف ہیں، یہ ان لوگوں سے متعلق ہیں جن کی نیتیں اچھی ہیں۔

ذیل میں حاکم ابو عبد اللہ کی حافظہ ابو بکر بن خزیمہ سے نقل کردہ بات پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، جو انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور آپ کی روایتوں پر اعتراض کرنے اور شبہات پیدا کرنے کے اسباب کے سلسلے میں کہی ہے، ان کی بات کا خلاصہ یہ ہے: ابو ہریرہ کے سلسلے میں ان کی حدیثوں کا انکار کرنے کے لیے بولنے والوں کے دلوں کو اللہ نے اندھا کر دیا ہے، پس وہ حدیثوں کی معانی کو سمجھتے نہیں ہیں، وہ یا تو جھمی ہے جو اپنے مسلک کے خلاف ان کی روایت کردہ حدیثوں کو مسترد ہے تو ابو ہریرہ کو لگا دیتا ہے اور ایسے امور کا ان پر الزام لگاتا ہے جن سے اللہ نے ان کو منزہ کیا ہے، وہ دعویٰ کرتا ہے کہ ان کی حدیثوں سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے، یا تو وہ خارجی ہے، جو ابو ہریرہ کی رسول اللہ ﷺ سے نقل کردہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحابہ کرام کی تعریف کیے جانے، ان سے راضی ہونے، رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان کی تعریف اور امت کے دوسرے بھی لوگوں پر ان کو فضیلت دینے کے باوجود چند گنا گناز بائیں اور قلم فروش ان کے بارے میں یہودی باتیں کہتی ہیں اور کہتے ہیں۔

صحابہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کی گئی ہیں، جو انھوں نے نہیں کہی، اور ایسے اعمال و افعال کی نسبت کی گئی ہے جو انھوں نے نہیں کیا اور ایسی من گھڑت باتیں وضع کی گئی ہیں جن سے وہ بری ہیں، اس میں ان قرآنی آیتوں کی پرواہ نہیں کی گئی ہے جن میں صحابہ کرام کا تذکرہ آیا ہے اور ان سے اللہ کے راضی ہونے کو بیان کیا گیا ہے، اسی طرح ان حدیثوں سے لاپرواہی برتی گئی ہے جو صحیح ہیں اور جن میں صحابہ کے فضل و کرم کی تاکید کی گئی ہے، ان واضح دلیلوں کے بجائے جھوٹی تاریخی روایتوں پر اعتماد کیا جاتا ہے، جن کو بظاہر مسلمان لیکن حقیقتاً دشمن اسلام نے تاریخ اسلامی میں شامل کیا ہے اور ان تاریخی روایتوں کی تشریح کرنے میں خواہشات نفسانی کا فرما ہے، یہاں تک یہ بے بنیاد باتیں حقیقت سمجھی جانے لگیں، یہ صرف اوہام و خیالات اور ذہنی من گھڑت کاوشیں ہیں، جو بیارذہنوں کی اچھ اور غلط تائید اخذ کرنے کی وجہ سے سامنے آئی ہیں۔

اگلے صفحات میں ان ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک جلیل القدر صحابی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے، جن کو بدکلامی کرنے والوں نے اپنا نشانہ بنایا ہے اور ان پر جھوٹے الزامات کے تیر چلائے گئے ہیں اور دشمنوں کے ہمارے سوچ، کج فہمی اور نفرت انگیز تعصب کی پیداوار ہیں، یہ جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، جو آپ ﷺ کے خادم اور آپ کی حدیثوں کے حافظ ہیں۔

اس کتاب میں آپ کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے، نبی کریم ﷺ سے آپ کی صحبت، حدیث نبوی کی خدمت میں آپ کی کوششوں کو بیان کیا گیا ہے، اور آپ پر کیے گئے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے، آپ پر لگائے ہوئے الزامات کی واضح زبان میں اور بہت ہی وضاحت کے ساتھ آسان پیرایہ بیان میں تردید کی گئی ہے، اس میں اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے، تاکہ بات آسانی کے ساتھ سمجھ میں آجائے اور یہ کتاب مجھ سے پہلے اس جلیل

القدر صحابی کے سلسلے میں لکھے ہوئے مصنفین کی کاوشوں میں شامل ہو جائے، جنہوں نے ان جھوٹے الزامات کی تردید کی ہے، جن کی نہ کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی شہادت، میں اللہ ہی سے مدد کا طلب گار ہوں اور توفیق ایزدی کا ضرورت مند ہوں۔

ڈاکٹر حارث بن سلیمان

۱۵/محرم الحرام ۱۴۲۰ھ

۱۹۹۹/۵/۱ء

دوسری فصل

ابو ہریرہ پر کیے گئے اعتراضات کے اسباب

عمومی طور پر صحابہ کرام اور خصوصیت کے ساتھ حدیثوں کو روایت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم پر کیے گئے اعتراضات کے ضمن میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر بھی اعتراضات کیے گئے ہیں، اور ان کو ہدف ملامت بنایا گیا ہے، یہ الزامات زندگیوں اور اہل بدعت کی طرف سے لگائے گئے ہیں، ان گمراہ لوگوں کی طرف سے عائد کردہ الزامات اور بہتانوں کو اعدائے اسلام اور اسلام سے نفرت اور بغض و عناد رکھنے والے لٹدرین اور مشرکین وغیرہ لوگوں نے اخذ کیا ہے، جن کو اسلام کی مضبوط عمارت دیکھ کر گھبراہٹ ہوئی ہے، اور فرزندِ انِ اسلام کی اسلام سے محبت اور اس کی خدمت سے ان کی ہوا تنگ ہو جاتی ہے۔

ان اعدائے اسلام نے اپنے اسلام کے شبہات اور اعتراضات میں اضافہ کیا، جس کا واحد سبب ان کا موروثی حسد، دشمنی اور کج فہمی ہے، ان سبھی شبہات اور اعتراضات کو بعض معاصرین اعدائے اسلام نے مختلف وجوہات کی بنا پر دہرائنا شروع کیا، جن میں اکثر اسباب اور وجوہات کا مرجع خواہشات نفسانی کی پیروی، جہالت اور ناواقفیت اور صرف نمایاں ہونے کی چاہت ہے، یہ سب کچھ اس امت کی بہترین نسل اور اپنے دین اور اپنے نبی کی وراثت کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والی جماعت کی قدر اور عزت پامال کر کے کیا جانے لگا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان اعتراضات اور ظلم و زیادتی کے سب سے زیادہ شکار ہوئے، اس کے چند اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ صحیح حدیثیں روایت کی ہے۔

طرح اس فتنے سے کنارہ کش رہے، بحرین سے ۲۴ ہجری سے پہلے لوٹنے کے بعد مدینہ میں رہے اور وہیں آپ کا انتقال ۵۷ ہجری کو ہوا، اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ الزام لگانے والوں کی تہمتوں اور باطل کی پیروی کرنے والوں کی افترا اندازی سے محفوظ نہیں رہے، جنہوں نے آپ سے وہ باتیں کہلوائی اور آپ کے سلسلے میں ایسی باتیں گڑھی جو آپ نے نہیں کہی، اگر جانے ہوئے کوئی الزام لگا رہا ہے تو وہ اسلامی اصول سے ہٹا ہوا ہے، جو اصول کہتا ہے: ”إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ“ (سورہ نمل ۱۰۵) جھوٹ گھڑنے والے وہ لوگ ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور وہی لوگ کافر ہیں۔

اسلامی اصول کے بجائے وہ یہ غیر اسلامی اصول اختیار کرنے والا ہے: مقصد ویلے کو جواز فراہم کرتا ہے۔

جب انسان کسی سے دشمنی رکھتا ہے تو اپنی خواہشات نفسانی کو پورا کرنے کے لیے شیطان کے بہکاوے میں آکر جھوٹ اور بہتان تراشی کو جائز سمجھتا ہے، اس حلیل القدر صحابی کی شخصیت اور آپ کی روایتوں پر کیے گئے اعتراضات اور شبہات میں یہی بنیادی چیز کارفرما ہے۔

پہلا باب

سوانح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

آپ کا نام و نسب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام کے سلسلے میں اختلاف ہے کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ کا نام کیا تھا، اس سلسلے میں، بہت سی باتیں کہی گئی ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

عبد شمس بن صخر، عبد عمر بن عبد غنم وغیرہ، اسی طرح اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کا کیا نام رکھا گیا؟ اس بارے میں بھی اختلاف ہے، سب سے مشہور قول یہ ہے کہ آپ کا نام عبد الرحمن بن صخر ہے، ان ہی سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: زمانہ جاہلیت میں میرا نام عبد شمس بن صخر تھا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے میرا نام عبد الرحمن رکھا۔ (۱) آپ کا نام جو بھی رہا ہو، لیکن آپ اپنی کنیت ”ابو ہریرہ“ سے مشہور ہوئے، کوئی اس کنیت کے بغیر آپ کو جانتا ہی نہیں ہے اور یہ کنیت جب بھی مطلقاً کہی جاتی ہے تو آپ ہی مراد ہوتے ہیں اس کنیت کے بارے میں ان ہی سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں اپنے گھر کی بکریاں چرا یا کرتا تھا، اور میرے پاس ایک چھوٹی سی بلی (ہریرہ) تھی، میں اس کو رات کے وقت ایک درخت کے پاس چھوڑ دیتا تھا، جب صبح ہوتی تو اُس کو اپنے ساتھ لے جاتا اور اس کے ساتھ کھیلا کرتا تھا، اسی وجہ سے لوگوں نے میری کنیت ابو ہریرہ رکھی۔ (۲)

آپ کے نسب کے بارے میں مورخین کا بیان ہے کہ آپ کا تعلق قبیلہ دوس ازدی

یمانی سے ہے، آپ کی وفات ۵۷ ہجری کو ہوئی، ایک قول یہ ہے کہ ۵۸ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی، اور ایک قول کے مطابق آپ کا انتقال ۵۹ ہجری کو ہوا، جب کہ آپ کی عمر ۷۸ سال تھی، آخری قول کو علامہ ذہبی نے ضعیف قرار دیا ہے اور پہلے قول کو حافظ ابن حجر نے اختیار کیا ہے، آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی، ایک قول یہ بھی ہے کہ مقام یتیم میں ہوئی اور آپ کو مدینہ لایا گیا، آپ کی تدفین بقیع غرقہ میں ہوئی، آپ کے جنازے میں عبد اللہ بن عمر اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما شریک ہوئے۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ محرم ۷ ہجری خیر کے سال مشرف بہ اسلام ہوئے اور جب خیر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے، سعید بن مسیب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جبکہ خیر میں شریک ہوئے..... (۲)

ابوالغیث، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیر کی طرف نکلے اور اللہ نے ہمیں فتح نصیب فرمائی..... (۳) اس کے علاوہ دوسری جنگوں میں بھی شریک ہوئے، اس طرح آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کی فضیلت بھی حاصل کی، اسلام قبول کرنے کے بعد سے آپ ﷺ کی وفات تک ساتھ رہے، یہ مدت چار سال سے زیادہ ہے۔ (مسلم شرح ترمذی ۱۲۸/۲) اس مدت کے دوران حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے چپکے رہے اور علم کے حصول کے لیے مکمل طور پر فارغ ہوئے، ان کا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں تھا، جہاں آپ جاتے وہاں حضرت ابو ہریرہ بھی چلے جاتے، اور سفر و حضر میں ہر وقت آپ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے، کبھی آپ سے جدا نہیں ہوتے، نہ خرید

۱۔ مستدرک حاکم ۳/۵۰۸، سیر أعلام النبلاء۔ علامہ ذہبی ۲/۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶

وہ احادیث کون سی ہیں، جو انھوں نے معاویہ کے حق میں گڑھی ہے؟ ان کی تعداد کتنی ہے؟ اور کن کتابوں میں ان کا تذکرہ آیا ہے؟ تاکہ ہم حدیث پر عمل کرنے والوں کے نزدیک ان کی حیثیت اور وزن کو جان لیں۔

۵۔ حدیث کی معتد کتابوں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آل بیت کے فضائل و مناقب میں بہت سی صحیح اور حسن روایتیں مروی ہیں، ان میں سرفہرست حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ ہیں، ہم نے اس قسم کی چند حدیثوں کو ”ابو ہریرہ اور آل بیت“ کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے، جن کو یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں ہے، جب کہ ان ہی کتابوں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے معاویہ رضی اللہ عنہ یا بنو امیہ کے دوسرے افراد کے فضائل میں کوئی بھی روایت نقل نہیں کی گئی ہے۔

۵۔ یہ ثابت نہیں ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں آپ کو کسی مہم کا مکلف کیا گیا ہو، یا کوئی ایسی بات معلوم ہوتی ہے جس سے اس باطل اعتراض کو جواز فراہم ہوتا ہو، البتہ یہ روایت ہے کہ دالی مدینہ مروان بن حکم کے کسی حج کے سفر میں آپ کو مدینہ کا نائب بنایا گیا تھا۔ (۱)

یہ نیا بت بھی صرف نماز پڑھانے اور خطبہ دینے میں تھی، کیوں کہ آپ اس ذمہ داری کے اہل تھے، اس لیے آپ کو یہ ذمہ داری دی گئی، اس لیے نہیں کہ وہ ابو ہریرہ سے محبت کرتا تھا، کیوں کہ ان دونوں کے درمیان بہت سے موقعوں پر اختلاف کی روایتیں ملتی ہیں۔

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ولید بن رباح سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ کو مروان سے کہتے ہوئے سنا: تم گورنر نہیں ہو، گورنری تمھارے علاوہ دوسرے کے لیے زیبا ہے، پس تم گورنری کو چھوڑ دو، یعنی جب انھوں نے حسن کو رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کرنے کا ارادہ کیا تو یہ بات کہی، لیکن تم لایعنی چیزوں میں دخل دے رہے ہو، تم اس کے ذریعے اس شخص کو راضی کرنا چاہ رہے ہو جو تمھارے سامنے موجود نہیں ہے۔ راوی کہتے ہیں

و فروخت آپ ﷺ سے جدا کرتی اور نہ کسی قسم کا کوئی کاروبار اور کام۔

صحیح روایت میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتا ہے، اللہ کے حضور حاضری دینی ہے، میں ایک لاجار اور مسکین شخص تھا، کھانے پینے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لگا رہتا تھا، مہاجرین کو بازاروں کی خرید و فروخت مشغول رکھتی تھی اور انصار اپنے باغات کی درنگی میں مشغول رہتے تھے، میں نبی کریم ﷺ کی ایک مجلس میں حاضر تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کون اپنی چادر پھیلانے لگا، تاکہ میں اس میں اپنی بات ڈال دوں اور پھر وہ اسے سیٹ لے، کبھی بھی مجھ سے سنی ہوئی بات نہیں بھولے گا۔“۔ جہاں چہ میں نے اپنے اوپر چادر پھیلائی، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنی بات مکمل کی، پھر اس کو اپنی طرف کھینچ لیا، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! میں نے آپ سے سنی ہوئی بات اس کے بعد کبھی نہیں بھولا۔ (۱)

مندرجہ بالا تفصیلات سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ ﷺ کی محبت، آپ کے ساتھ ہر وقت ساتھ رہنے اور آپ کی خدمت کرنے کی برکت چھائی ہوئی تھی، اس محبت کی برکت کے نتیجے میں اللہ نے ان کو رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی باتوں کو یاد رکھنے اور اس کو نہ بھولنے کا عطیہ عطا فرمایا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بڑی محبت کرتے تھے، اور آپ پر کامل یقین رکھتے تھے، جن چیزوں سے رسول اللہ ﷺ راضی ہوتے تھے، ان کو اپنی زندگی میں برت کر آپ ﷺ سے قریب ہوتے تھے، آپ کی خوشی سے خوش ہوتے اور آپ کے غم سے غمگین ہوتے، رسول اللہ ﷺ کی چھوٹی سی چھوٹی تکلیف بھی آپ کو تکلیف میں مبتلا کر دیتی، چاہے تکلیف ان کے قریب سے قریب تر شخص سے پہنچی ہو، ان سے صحیح روایت سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں اپنی ماں کو اسلام کی دعوت دیتا تھا جب کہ وہ مشرک

تھی، ایک دن میں نے اُس کو دعوت دی تو اُس نے رسول اللہ کے سلسلے میں ایسی باتیں سنائی جو مجھے ناپسند تھیں، چنانچہ میں روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اور میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف بلایا کرتا تھا اور وہ اسلام لانے سے انکار کرتی تھی، میں نے آج اُس کو دعوت دی تو اُس نے آپ کے سلسلے میں مجھے ایسی باتیں سنائی جو مجھے ناپسند ہیں، آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت سے نوازے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔

میں اللہ کے نبی ﷺ کی دعا سے خوش ہو کر نکلا، جب میں گھر کے پاس آیا تو دروازے پر گیا، دروازہ بند تھا، میری ماں نے میرے قدموں کی چاپ سنی تو کہا: ابو ہریرہ! اپنی جگہ کھڑے رہو۔ میں نے پانی بہانے کی آواز سنی، ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ ماں نے غسل کیا اور اپنے کپڑے پہنے، اور جلدی میں اپنا دوپٹہ چھوڑ دیا اور دروازہ کھول دیا، پھر کہا: ابو ہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں: میں لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، میں اس حال میں آپ کے پاس آیا کہ خوشی کے مارے میرے آنسو نکل رہے تھے، میں نے کہا: اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کی دعا قبول کی اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت سے سرفراز فرمایا، اس پر آپ نے اللہ کی حمد و ثنائیاں کی اور بھلی بات کہی..... (۱)

اس حدیث سے ہمیں نبی کریم ﷺ سے حضرت ابو ہریرہ کی محبت اور آپ کی ذات کو مدف ملامت بنانے پر ان کے رونے اور نبی کریم ﷺ کی طرف سے ابو ہریرہ کی ہمت افزائی کا پتہ چلتا ہے کہ جب ابو ہریرہ نے حضور ﷺ سے یہ دعا کرنے کی درخواست کی کہ اللہ ان کی ماں کو ہدایت سے سرفراز فرمائے تو آپ ﷺ نے درخواست قبول کی اور آپ کی دعا کی برکت سے وہ اسلام سے مشرف ہوئی، جس کی وجہ سے حضرت ابو ہریرہ کی

چھٹا اعتراض

بنو امیہ کے ساتھ دوستی کا الزام

خواہشات کی پیروی کرنے والوں نے صرف مندرجہ بالا اعتراضات پر ہی اکتفا نہیں کیا ہے، شاید ابو ہریرہ پر ان کا کوئی خون یا مالی حق ہے، ان لوگوں نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ وہ بنو امیہ کی چالیسویں گزرتے تھے، اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی تائید کے لیے علی رضی اللہ عنہ کی مذمت میں حدیثیں گڑھا کرتے تھے، یہ دعویٰ بلا دلیل ہے، اور اس کے صحیح ہونے کی کوئی بھی بنیاد اور اساس نہیں ہے، کیوں کہ مندرجہ ذیل امور اس دعویٰ کی تردید کرتے ہیں:

۱۔ ہمارے علم کے مطابق جمہور مسلمانوں کے نزدیک معتدلیہ حدیث کی کتابوں میں کوئی بھی ایسی روایت نہیں ملتی ہے، جس کے سلسلے میں موضوع ہونے کا دعویٰ کیا جائے، مدعی پر ضروری ہوتا ہے کہ اگر وہ سچا ہے تو اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش کرے، یہ ثبوت اور دلیل کہاں ہے؟

۲۔ زیادتی کرنے والے یہ لوگ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حدیث گڑھنے کا انکشاف کیسے کر رہے ہیں، جب کہ ان سے روایت کرنے والے صحابہ اور ثقہ تابعین، اور ان کے بعد آنے والے علما و جرح و تعدیل کو اس کا انکشاف نہیں ہوا تھا، جو علمائے کرام اپنے دین اور اپنے نبی کی سنت کو پامال کر کے کسی کے ساتھ بھی نرمی نہیں برتتے ہیں۔

۳۔ وہی شخص احادیث کیسے گڑھ سکتا ہے جو مندرجہ ذیل حدیث کے راویوں میں شامل ہو: ”جو کوئی مجھ پر عداوت چھوٹ گڑھے گا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے“۔ اس حدیث کی روایت میں ان کے ساتھ تقریباً چالیس صحابہ کرام شامل ہیں۔ (۱)

موافقہ کرتے تھے، چاہے ان کا مرتبہ کتنا بھی بڑا کیوں نہ ہو، اور قبول اسلام میں ان کی حیثیت جو بھی ہو، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا محاسبہ کیا، ان لوگوں کا بھی محاسبہ کیا جو مرتبے میں حضرت ابو ہریرہ سے کم تھے، اور ان لوگوں کا بھی محاسبہ کیا جو مرتبے میں ان سے بڑھے ہوئے تھے، مثلاً حضرت سعد بن ابوقحاص کا محاسبہ کیا، جن کا شمار سابقین الاولون میں ہوتا ہے، حضرت عمرؓ نے ان کو کوفہ کی گورنری سے معزول کیا اور اس کے بعد شوریٰ کمیٹی سے اپنی وصیت میں فرمایا: اگر خلافت سعد کو ملے تو ٹھیک ہے، ورنہ جو بھی خلیفہ بنے تو ان سے ضرور تعاون لے، کیوں کہ میں نے ان کو عاجزی کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے اور نہ خیانت کی وجہ سے۔ (۱)

عمیر بن سعد بن عبید النزاری رضی اللہ عنہ جن کو ”عمیر نیچ وحدہ“ کہا جاتا تھا، ایک قول یہ ہے کہ یہ بات ان کے سلسلے میں عرضی اللہ عنہ نے کہی ہے، وہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالرحمن بن عمر بن سعد سے فرمایا: شام میں تمہارے والد سے زیادہ فضل کوئی نہیں تھا۔ (۲)

امام ترمذی نے ابو ادريس خولانی سے روایت کیا ہے کہ عرضی اللہ عنہ نے ان کو حص کی گورنری سے معزول کیا اور ان کی جگہ دوسرے صحابی کو گورنر مقرر کیا۔ (ترمذی ۵/۳۵۱)

اسی بنیاد پر حضرت عمرؓ کا اپنے بعض گورنروں کو معزول کرنا اور ان کا محاسبہ کرنا آپ کی ممتاز سیاست ہے، جیسا کہ ہم نے پہلے بتایا، اور جن کو آپ نے معزول کیا ہے، ان کی مذمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، آپ نے یہ چاہا کہ بعد میں آنے والے خلفاء اور امراء کے لیے ایک طریقہ کار اور نمونہ پیش کر کے چلے جائیں۔

خوشی کا ٹھکانہ نہیں رہا اور آپ کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو اتر آئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی باتوں میں رسول اللہ ﷺ سے اپنی محبت کا اظہار کرتے تھے، مثلاً وہ فرماتے تھے: میرے خلیل نے مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی، میں موت تک ان کو نہیں چھوڑوں گا: ہر مہینے تین دن کے روزے، چاشت کی نماز اور وتر پڑھنے کے بعد سونا۔ (۱)

ان ہی کا قول ہے: میں نے اپنے خلیل کو فرماتے ہوئے سنا: ”مومن کے جسم پر وہاں تک نور پہنچتا ہے، جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے۔“ (۲)

آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی رہنے اور آپ کی خدمت کرنے کے شدید خواہش مند اور حریص رہتے تھے، اور آپ کی خدمت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے، آپ رسول اللہ ﷺ کے وضو کے پانی کا برتن لے جاتے تھے، جب آپ وضو فرمانا چاہتے تھے امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے وضو اور قضاے حاجت کا برتن اٹھا کر لے جاتے تھے، وہ آپ ﷺ کے پیچھے برتن لے جا رہے تھے کہ آپ نے دریافت فرمایا: ”کون ہے؟“ انھوں نے کہا: میں ابو ہریرہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے لیے پتھر لے آؤ، تاکہ میں ان سے استنجا کروں، البتہ بڑی اور گوبر نہ لے آنا۔“ میں اپنے کپڑوں میں ڈال کر پتھر لے آیا، اور آپ کے پہلو میں رکھ دیا، پھر میں واپس چلا آیا۔۔۔۔۔ (۳)

ابو زرعہ بن عمرو بن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیت الخلا میں داخل ہوئے تو میں آپ کے پاس ایک برتن لے آیا، جس میں پانی تھا، آپ ﷺ نے اس سے استنجا کیا، پھر اپنا ہاتھ زمین پر رگڑا، پھر اس کو دھویا، پھر میں دوسرا برتن لے آیا تو آپ نے اس سے وضو فرمایا۔ (۴)

مجاہد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے تو بھوک کی وجہ سے میرے چہرے کی تکلیف کو پڑھ لیا اور دریافت فرمایا: ابو ہریرہ ہو؟ میں نے کہا: اللہ کے رسول، حاضر ہوں۔ پھر میں آپ کے ساتھ گھر میں داخل ہوا، آپ نے ایک پیالے میں دودھ دیکھا تو دریافت فرمایا: ”یہ کہاں سے آیا ہے؟“ جواب ملا: فلاں نے یہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابو ہریرہ! صفہ والوں کے پاس جاؤ اور ان کو بلا لاؤ۔“ صفہ والے اسلام کے مہمان تھے، نہ ان کا گھر بار تھا اور نہ ان کے پاس کچھ مال تھا، جب رسول اللہ ﷺ کے پاس صدقے کا مال آتا تو اس کو ان لوگوں کے پاس بھیجتے اور اس میں سے خود کچھ بھی نہیں لیتے، اگر بدیدہ آتا تو خود بھی اس میں سے کھاتے اور ان کو بھی شریک کرتے، مجھے یہ بات ناگوار گزری کہ آپ مجھے ان کے پاس بھیج رہے ہیں، میں نے (اپنے دل میں) کہا: مجھے امید تھی کہ میں اس دودھ میں سے ایک گھونٹ پاؤں گا، جس سے مجھے تقویت ملے گی، یہ دودھ صفہ والوں کے لیے کہاں کا کافی ہوگا؟ لیکن اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بغیر چارہ کار نہیں تھا، میں صفہ والوں کے پاس آیا تو وہ دعوت قبول کرتے ہوئے آئے، جب وہ بیٹھ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابو ہریرہ! لو اور ان کو دو۔“ میں ایک ایک کو دینے لگا، وہ سیراب ہو کر پیتا، یہاں تک کہ میں نے سب تک پہنچایا اور اخیر میں رسول اللہ ﷺ کے حوالے کیا، آپ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور فرمایا: ”میں اور تم باقی ہو۔“ میں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ نے سچ فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیو۔“ میں نے پیا، پھر آپ نے فرمایا: ”بیو،“ چنانچہ میں نے پیا، آپ برابر کہتے رہے کہ بیو اور میں پیتا رہا، یہاں تک کہ میں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے! اب میں گنجائش نہیں پاتا ہوں، چنانچہ آپ نے لیا اور باقی دودھ پی لیا۔ (۱)

۱۔ سیر اعلام النبلاء ۲/۵۹۱-۵۹۲، اس روایت کی اصل بخاری میں ہے: ۱۷۰۷-۱۸۰۰، کتاب الرقاق۔ صفحہ جگہ ہے

جس کو نبی کریم ﷺ نے مجاہدین فقراء کے ٹھکانے کے طور پر مسجد نبوی میں بنوایا تھا

رکھے والوں کا دشمن ہوں۔ عمر نے دریافت کیا: یہ مال تمھارے پاس کہاں سے آیا؟ میں نے کہا: گھوڑوں کی نسل بڑھی، میرے غلام کی قیت بڑھ گئی، اور بہت سے ہدایا ملے۔ اس کی تحقیق کی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے جیسا کہا تھا اسی طرح پایا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے جواب سے مطمئن ہوئے اور آپ کی امانت کے سلسلے میں شک زائل ہوا، اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت عمر نے حضرت ابو ہریرہ سے دوبارہ بحرین کی گورنری قبول کرنے کی درخواست کی۔

اسی روایت میں ہے کہ اس کے بعد حضرت عمر نے ان کو گورنری قبول کرنے کی درخواست کی تو انھوں نے انکار کیا، اس پر عمر نے فرمایا: تم گورنری کو ناپسند کرتے ہو، جب کہ تم سے بہتر شخص یوسف علیہ السلام نے اس کو طلب کیا ہے؟ ابو ہریرہ نے جواب دیا: یوسف نبی ہیں اور نبی کے فرزند ہیں، اور میں ابو ہریرہ بن امیہ ہوں، اور مجھے تین اور دو کا خطرہ ہے۔ عمر نے دریافت کیا: تم نے پانچ کیوں نہیں کہا؟ انھوں نے جواب دیا: میں علم کے بغیر بولنے، حلم و بردباری کے بغیر فیصلہ کرنے، میری پیٹھ پر کوڑے برسائے جانے، میرا مال چھین لیے جانے اور میری عزت کو پامال کیے جانے کا خوف محسوس کرتا ہوں۔ (۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت ابو ہریرہ کو بحرین کی گورنری سے معزول کیے جانے کے سلسلے میں یہ سب سے صحیح روایت ہے، کیوں کہ اس کے سبھی راوی ثقہ ہیں، اور ضحیل القدر تابعی محمد بن سیرین تک اس روایت کے متعدد طرق ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی معزولی خیانت، امانت داری میں کمی اور ذمے داری کی ادائیگی میں کوتاہی کی وجہ سے نہیں تھی، ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو دوبارہ بحرین کی گورنری قبول کرنے کی دعوت نہیں دیتے، پھر اس کا کیا مطلب ہے؟

۲۔ حکومت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیاست یہ تھی کہ آپ چھوٹی سی چھوٹی بات یا چھوٹے سے چھوٹے معاملے میں بھی اپنے گورنروں کی باز پرس کرتے تھے اور ان کا

پانچواں اعتراض

عمر نے ابو ہریرہ کو گورزی سے معزول کیا

خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے والوں کے اعتراضات میں سے ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بحرین کی گورزی سے معزول کیا، جس سے اُن کی امانت داری پر شک وشبہ ہوتا ہے۔

یہ اعتراض باطل اور بے جا ہے، جس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بحرین کی گورزی سے معزول کیا تو ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی امانت میں شک نہیں تھا، بلکہ حضرت عمر نے آپ کو معزول کر کے اس بات کا ارادہ کیا کہ بحرین کا گورز بننے کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مال میں اضافہ ہونے سے متعلق اٹھنے والے اعتراضات اور سوالات کا منہ بند کر دیں، اگرچہ کہ آپ کا مال بہت ہی کم تھا، لیکن یہ منسل مشہور ہے کہ جب فقیر کیا پڑا پہنتا ہے تو ہر طرف سے سوال ہوتا ہے: یہ کیڑا تم کو کس نے دیا، اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ عمر کو ان کی امانت داری پر شک تھا تو ان سے اس مال کے مصدر کے بارے میں سوال کرنے کے بعد یہ شک دور ہو گیا تھا، کیوں کہ حضرت ابو ہریرہ نے ان کے سوال کا اطمینان بخش جواب دیا۔

ابو ہریرہ نے روایت ہے کہ محمد بن سیرین نے فرمایا کہ حضرت عمر نے حضرت ابو ہریرہ کو بحرین کا گورز بنایا تو وہ دس ہزار لے آئے، اس پر عمر نے ان سے دریافت کیا: اللہ کے دشمن اور اس کی کتاب کے دشمن! تم نے یہ مال اپنے لیے جمع کر رکھا ہے؟ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میں اللہ اور اس کی کتاب کا دشمن نہیں ہوں، لیکن میں ان دونوں کی دشمنی

مندرجہ بالا روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرنے کے کتنے حریص تھے اور آپ کے احکام کی بجا آوری کے کتنے خواہش مند رہتے تھے، اسی طرح یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ کو ان پر کتنا اعتماد تھا اور صفہ والوں کو اپنے اوپر کتنی ترجیح دیتے تھے، اسی لیے آپ نے ہدیے میں آئے ہوئے دودھ کو ضرورت مند رہنے کے باوجود اُسی وقت پیا جب صفہ والے پی کر فارغ ہوئے اور نبی کریم ﷺ کی برکت سے آسودہ ہو گئے، یہ واقعہ اخلاقی حسنہ کے حامل نبی رحمت کی زندگی میں کوئی عجیب و غریب واقعہ نہیں ہے۔

علم و فضل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا شمار علماء و فضلاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے، اس کی شہادت بہت سی روایتوں سے ملتی ہے اور خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فتاویٰ میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے، صحابہ میں سے مندرجہ ذیل لوگوں نے اُن سے روایت کیا ہے: زید بن ثابت، ابو ایوب انصاری، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، ابی بن کعب، جابر بن عبداللہ، عائشہ، سور بن خزیمہ، ابوموسیٰ اشعری، انس بن مالک، رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابورافع رضی اللہ عنہم وغیرہ۔

اور تابعین میں سے مندرجہ ذیل افراد نے روایت کی ہے: قبیصہ بن ذویب، سعید بن مسیب، عمرو بن زبیر، سالم بن عبداللہ، ابوسلمہ بن عبدالرحمن، ابوصالح السمان، عطاء بن ابورافع، عطاء بن یسار، مجاہد، شعیب، ابن سیرین، عکرمہ، ابن عمر کے آزاد کردہ غلام نافع، اور ابودریس خولانی وغیرہ۔ (۱)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ سے آٹھ سو یا اس سے بھی زیادہ لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ (۲)

جس طرح صحابہ و تابعین نے اُن سے روایت کی ہے، اسی طرح فتاویٰ میں اُن کی

طرف رجوع کیا ہے، ان میں سے بعض صحابہ نے اس سلسلے میں آپ کو مقدم کیا ہے اور ان کی باتوں اور فتاویٰ کی موافقت کی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید نے بکیر بن ابی شحہ سے، انھوں نے معاویہ بن ابی عیاش النضاری سے روایت کیا ہے کہ ہمیں مالک نے بتایا کہ معاویہ، ابن زبیر کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ محمد بن ایاس بن کبیر آئے اور ان سے جماع سے پہلے تین طلاق دینے والے کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا تو ابن زبیر نے ان کو ابو ہریرہ اور ابن عباس کے پاس بھیجا، وہ دونوں حضرت عائشہ کے پاس تھے، وہ شخص ان کے پاس آیا اور یہ مسئلہ دریافت کیا تو ابن عباس نے ابو ہریرہ سے کہا: ابو ہریرہ! اس کو فتویٰ دو، تمہارے پاس بڑا اھمٹن مسئلہ آیا ہے۔ ابو ہریرہ نے جواب دیا: ایک سے باندھ ہو جاتی ہے اور تین طلاق سے حرام، یہاں تک کہ وہ کسی دوسرے سے شادی کر لے۔ ابن عباس نے بھی یہی جواب دیا۔ (۱)

امام زہری نے سالم سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے ابو ہریرہ کو کہتے ہوئے سنا: مجھ سے احرام باندھے ہوئے لوگوں نے ایک مسئلہ دریافت کیا کہ احرام نہ باندھے ہوئے لوگ ان کو شکار کا گوشت ہدیے میں دے تو کیا حکم ہے؟ میں نے ان کو کھانے کا حکم دیا۔ (۲)

زیاد بن مینا سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: ابن عباس، ابن عمر، ابوسعید، ابو ہریرہ اور جابر جیسے صحابہ حضرت عثمان کی وفات کے بعد سے رسول اللہ ﷺ کی نیا بت میں فتویٰ دیا کرتے تھے، یہاں تک کہ ان لوگوں کی وفات ہو گئی۔ انھوں نے کہا: یہی پانچ لوگ فتویٰ دیا کرتے تھے۔ (۳)

امام ذہبی نے فرمایا: اتنا ہی کافی ہے کہ ابن عباس جیسے لوگ ان کے ساتھ ادب سے پیش آتے تھے اور فرماتے تھے: ابو ہریرہ! فتویٰ دو۔ (۴)

اسی طرح صحیح سند سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: تم اگر لوگوں کو ایسی حدیث سناؤ گے جہاں تک ان کی عقلیں نہ پہنچتی ہو تو یہ حدیث ان میں سے بعض لوگوں کے لیے فتنے کا باعث بنے گی۔ (۱)

مندرجہ بالا باتوں سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو حدیثیں بیان نہیں کی، اس کا سبب ان ہی اسباب میں سے کوئی نہ کوئی ہے، جن کی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حدیثوں کو چھپایا اور بیان نہیں کیا، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ اور نشر و اشاعت کے دیے ہوئے حکم کا کتمان نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھا ہے۔

۱۔ موطا امام مالک ۲/۵۷۷، مسند امام شافعی ۲/۳۶۱

۲۔ موطا امام مالک ۳۵۱-۳۵۲

۳۔ ایضاً ۲/۶۰۹

۴۔ سیر اعلام النبلاء ۲/۶۰۶-۶۰۷

ان میں ایک صحابی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہیں، ان سے صحیح روایت سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے مرض الموت میں فرمایا: جو بھی حدیث میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی اور اس میں تمھارے لیے خیر پایا تو میں نے وہ حدیث ضرور تم کو بتادی، سوائے ایک حدیث کے، وہ حدیث آج میں تم کو بتا رہا ہوں، جب کہ میری موت کا وقت قریب ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد اللہ کے رسول ہیں تو اللہ نے آگ اس پر حرام کر دی۔ (۱)

قاضی عیاض نے لکھا ہے: اس طرح کا عمل بہت سے صحابہ کرام سے ثابت ہے کہ انھوں نے ایسی حدیث کو بیان ترک کر دیا جس پر عمل نہ ہوتا ہو، اور اس کی ضرورت نہ ہو، یا عام عقلیں اس کی تحمل نہ ہوں، یا کہنے یا سننے والے کے حق میں نقصان کا اندیشہ ہو۔ (۲)

۳۔ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم نے حدیثوں کو کم روایت کرنے کی دعوت اور ترغیب بہت سے اسباب کی بنیاد پر دی ہے، جن کو انھوں نے کم روایت کرنے کا باعث سمجھا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے روایت کم کرو، بس وہی روایت کرو جس پر عمل کیا جاتا ہو۔

ابن کثیر نے لکھا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایسی حدیثوں سے خوف محسوس کیا جن کو لوگ غیر عمل پر محمول کریں گے اور وہ رخصت والی حدیثوں پر گفتگو کریں گے، جو شخص کثرت سے حدیث بیان کرے گا تو اس کی حدیثوں میں غلطی ہو سکتی ہے، جس غلطی کو اس سے لوگ نقل کریں گے۔ (۳)

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: جس کو لوگ جانتے ہوں اسی کو بیان کرو، اور جس کو نہیں جانتے ہیں تو اُس کو چھوڑ دو، کیا تم یہ پسند کرو گے کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے۔ (۴)

۱۔ مسلم شرح نووی/ ۲۲۹/ ۲۔ نووی شرح مسلم/ ۲۲۹/ ۱

۳۔ بخاری کتاب العلم/ ۱۱۰/ ۴۔ بخاری کتاب العلم/ ۱۱۹/ ۱

عبادت اور خشیت الہی

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عبادت اور ان کا تقویٰ مشہور ہے، آپ ہر اس چیز کو بجا لاتے تھے جس سے قربت الہی حاصل ہو، یہ عبادت آپ کی کیوں نہ ہو، جب کہ عبادت میں آپ نے اسوۂ حسنہ یعنی نبی کریم ﷺ کی صحبت اختیار کی تھی، اور آپ ﷺ کو دیکھا تھا کہ وہ عبادت میں خود کو کتنا تھکا دیتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے قدم مبارک میں ورم آ جاتا تھا، پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کثرت سے نماز پڑھتے، روزے رکھتے، قرآن کی تلاوت کرتے اور تہجد پابندی کے ساتھ پڑھتے تھے۔

حماد بن زید، عباس جویری سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں نے ابو عثمان نہدی کو کہتے ہوئے سنا: میں ابو ہریرہ کے گھر سات مرتبہ مہمان بنا، آپ، آپ کی بیوی اور خادم باری باری رات جاگتے تھے، یہ نماز پڑھتا، پھر دوسرے کو چگاتا، اور دوسرا نماز پڑھتا اور تیسرے کو چگاتا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا: ابو ہریرہ! آپ روزے کس طرح رکھتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: میں مہینے کے شروع میں تین دن کے روزے رکھتا ہوں، اگر کوئی رکاوٹ آتی ہے تو مہینے کے اخیر میں رکھتا ہوں۔ (۱)

ابن جریر کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ نے فرمایا: میں رات کے تین حصے کرتا ہوں، ایک حصے میں قرآن کی تلاوت کرتا ہوں، ایک حصے میں سوتا ہوں، اور ایک حصے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا مذاکرہ کرتا ہوں۔ (۲)

صحیح سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: میرے خلیل نے مجھے تین چیزوں کی وصیت کی ہے: ہر مہینے تین روزے، چاشت کی دو رکعت اور یہ کہ میں سوئے سے پہلے وتر کی نماز پڑھوں۔ (۳)

حماد بن سلمہ، ہشام بن سعید بن زید انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ شریحیل نے

۲۔ ابن کثیر: البدایہ والنہایہ/ ۱۱۳/ ۸

۱۔ مسند امام احمد/ ۲۶۰/ ۲

۳۔ بخاری/ ۲/ ۳۲۷

کہا: ابو ہریرہ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔ (۱)

اس کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کثرت سے سبحان اللہ پڑھتے اور اسلام وغیرہ دوسری نعمتوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی کثرت سے تعریف کرتے، آپ اللہ سے بڑے خوف زدہ رہتے اور ہر وقت چوکنا رہتے، اللہ ہم کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے۔

میمون بن میسرہ کہتے ہیں: ابو ہریرہ ہر دن دوسرے بلند آواز سے پکارتے: دن کے شروع میں اور دن کے اخیر میں، آپ فرماتے: رات چلی گئی اور دن آگیا، اور فرعون کے گھر والوں کو جہنم پر پیش کیا گیا۔ جو بھی اس کو سنتا، اللہ کے حضور آگ سے پناہ مانگتا۔ (۲)

ابن مبارک سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ مرض الموت میں رو پڑے، ان سے دریافت کیا گیا: آپ کو کیا چیز رلا رہی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: میں تمھاری اس دنیا پر نہیں رو رہا ہوں، لیکن میں اپنے سفر کی دوری اور توشے کی کمی پر رو رہا ہوں، اور اس لیے رو رہا ہوں کہ میں اوپر چڑھنے لگا ہوں، اس کا اثر جنت یا جہنم پر ہے، میں نہیں جانتا کہ کس طرف مجھے لے جایا جائے گا۔ (۳)

ان ہی سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: تم کسی فاجر کی نعمت پر رشک نہ کرو، کیوں کہ ایک متلاشی اس کے پیچھے پڑا ہوا ہے، جس کو وہ آہستہ آہستہ طلب کر رہا ہے، یہ متلاشی جہنم ہے، جب بھی اس کی آگ کی تیش کم ہوگی تو اس کو اور زیادہ بھڑکی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ ابن کثیر فرماتے ہیں: ابو ہریرہ سچائی، حفظ، دیانت، عبادت، زہد اور عمل صالح کے عظیم مرتبے پر فائز تھے۔ (۴)

تواضع، سخاوت اور خوش اخلاقی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی زندگی کے سبھی مراحل میں متواضع رہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ عزت، مقام و مرتبہ اور علم کی نعمت سے سرفراز ہونے کے بعد بھی

جھٹلانے کا اندیشہ رہتا ہے وغیرہ دوسرے اسباب کی بنیاد پر ان حدیثوں کو روایت نہیں کیا، علامہ ذہبی نے لکھا ہے: اس سے بعض ایسی حدیثوں کو چھپانے کے جواز کا پتہ چلتا ہے جن سے اصول یا فروع، تعریف یا مذمت میں فتنہ بھڑکنے کا اندیشہ ہو، جہاں تک حلال اور حرام سے متعلق حدیثیں ہیں ان کو چھپانا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ کھلی ہوئی نشانیاں اور ہدایت ہیں۔ (۱) یعنی اس طرح کی روایتوں کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے اور اس کا چھپانا جائز نہیں ہے۔

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے: یہ برتن جس کو ابو ہریرہ نے بیان نہیں کیا، وہ فتنے اور ملاحم ہیں، اور لوگوں کے درمیان ہوئی جنگیں ہیں یا پیش آنے والی جنگیں ہیں، اگر ان کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے ہی بتادیا جاتا تو بہت سے لوگ ان حدیثوں کو جھٹلانے میں تیزی دکھاتے۔ (۲)

۲۔ تن تھا حضرت ابو ہریرہ ہی ایسے صحابی نہیں ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی بعض باتوں کو چھپایا ہے، بلکہ یہ ثابت ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کو چھپایا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں گدھے پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھا، جس کا نام ”عفیر“ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے اور اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں، اور اللہ عز و جل پر بندوں کا کیا حق ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اس کو عذاب نہ دے۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو خوش خبری نہ سناؤں؟ آپ نے فرمایا: ”ان کو خوش خبری نہ دو، کیوں کہ وہ (بے جا) توکل کریں گے۔“ (۳)

چوتھا اعتراض

رسول اللہ کی بعض روایتوں کو چھپاتے تھے

خواہشات کی پیروی کرنے والے بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی بعض روایتوں کو چھپایا ہے، یہ کتمان وحی ہے، جب کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے وحی کی تبلیغ کا حکم دیا ہے، اپنے اس اعتراض پر انھوں پر صحیح حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو برتنوں کو یاد کیا ہے: ان میں سے ایک برتن کو میں نے لوگوں میں عام کیا ہے، جہاں تک دوسرے برتن کا تعلق ہے، اگر میں اس کو پھیلاؤں تو یہ حلق کاٹ دیا جائے گا۔ (بخاری: کتاب العلم ۱۹۲-۱۹۳)

دوسری روایت میں ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کی بعض ایسی حدیثیں یاد کی ہے، جو میں نے تم کو نہیں بتائی ہیں، اگر ان میں سے کوئی بھی حدیث میں تم کو بتاؤں تو تم لوگ مجھے سنگسار کر دو گے۔ (۱) اس شبہ اور اعتراض کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہاں دو برتنوں سے مراد دو قسم کی حدیثوں کو لیا ہے، ان میں سے ایک قسم کی حدیثوں کو انھوں نے لوگوں میں عام کیا، جو بکثرت ہیں، یہ وہ حدیثیں ہیں جن کی نشر و اشاعت اور تبلیغ ضروری ہے اور ان کو لوگوں سے چھپا کر رکھنا جائز نہیں ہے، دوسری قسم کی حدیثیں بہت کم ہیں، شاید ایک یا دو احادیث سے زیادہ نہ ہو، ان ہی حدیثوں کو انھوں نے چھپایا اور لوگوں میں عام نہیں کیا، یہ وہ حدیثیں ہیں جن پر عمل کرنے کا مطالبہ نہیں ہے، یا اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف رہتا ہے، یا روایت کردہ حدیث کو

انھوں نے اپنے ماضی کو نہیں بھلایا، آپ ان لوگوں کی طرح نہیں ہیں جو خوش حالی آنے اور اللہ کی طرف سے نعمتوں کی بارش شروع ہونے کے بعد اپنے ماضی کو بھلا دیتے ہیں، بلکہ آپ اپنے ماضی کو ہر وقت یاد کرتے تھے اور آپ کے ذہن و دماغ سے کبھی یہ بات نکلتی نہیں تھی کہ انھوں نے ماضی میں کتنا فقر و فاقہ بھلیا ہے اور محرومی کی زندگی گزاری ہے، تاکہ دین اسلام اور دوسری نعمتوں پر اللہ کا شکر بجالائیں اور اس کے ذریعے اللہ کی مزید نعمتوں کے مستحق بن جائیں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری پرورش حالت یتیمی میں ہوئی، میں نے بے چارگی کی حالت میں ہجرت کی، میں پیٹ بھر کھانے اور سواری کے بدلے بنت غزوہ ان کا مزدور تھا، جب وہ سفر کرتے تو میں ان کی حدی خوانی کرتا، جب وہ پڑاؤ کرتے تو میں لکڑیاں جنتا، پس اللہ ہی کے لیے بھی تعزیریں ہیں جس نے دین کو توام بنایا اور ابو ہریرہ کو امام بنایا، جب کہ وہ پہلے پیٹ بھر کھانے اور سواری کے بدلے بنت غزوہ ان کا مزدور تھا۔ (۱) علامہ ذہبی نے لکھا ہے: جلالت شان، عبادت اور تواضع کے ساتھ علم کے برتنوں میں سے تھے۔ (۲)

آپ میں تواضع کے ساتھ سخاوت بھی تھی، آپ میں سخاوت کی صفت کیوں نہیں پائی جاتی، جب کہ آپ نے اس شخصیت کی صحبت اختیار کی تھی جو تیز ہواسے بھی زیادہ جانی تھے، ابو نضرہ عبدی نے طفاوی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں ابو ہریرہ کے پاس مدینہ میں چھ مہینے رہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں میں ابو ہریرہ سے زیادہ عبادت کرنے والا اور اپنے مہمان کا خیال رکھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ (۳)

اصحاب رسول سے مراد وہ صحابہ ہیں جنھوں نے طفاوی کی ضیافت کی ہو، جیسا کہ ان کی بات سے معلوم ہوتا ہے، اس سے سب صحابہ مراد نہیں ہیں، کیوں کہ صحابہ میں ایسے سمندر موجود تھے کہ جو دو سخا میں جن کے ساحل کا پتہ نہیں لگتا تھا۔

تواضع اور سخاوت جیسی عظیم صفات کے ساتھ آپ کی طبیعت پر لطف تھی، جو بات کرتے صاف کرتے، آپ کے دل میں کسی کی دشمنی اور حسد نہیں تھا، دوسروں کے پاس موجود نعمتوں کی طرف نہیں دیکھتے تھے، اپنے پاس موجود چیزوں پر راضی تھے اور اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر بجالاتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: سبھی تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم کو روٹی سے آسودہ کیا، جب کہ ہمارا کھانا صرف دو چیزیں تھیں: کھجور اور پانی۔ (۱)

اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک اور لوگوں کی آپ سے محبت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی ماں کے ساتھ بہترین برتاؤ کرتے تھے، آپ کے حسن سلوک کی دلیل یہ ہے کہ جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی تو ماں کو بھی اپنے ساتھ لے آئے، حالانکہ وہ ابھی تک مشرک تھی، اس امید میں اپنے ساتھ لائے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے گی، اللہ تعالیٰ نے اُن کی اس امید کو پورا کیا، جب رسول اللہ ﷺ سے انھوں نے اپنی ماں کی ہدایت کے لیے دعا کرنے کی درخواست کی تو آپ نے دعا کی، جس کی برکت سے ماں ایمان لے آئی، ابو ہریرہ یہ دیکھ کر خوشی کے مارے رو پڑے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلا تو چند لوگ ملے، انھوں نے مجھ سے پوچھا: تم کیوں نکلے ہو؟ میں نے کہا: بھوک ستا رہی ہے۔ ان لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم بھی بھوک کی وجہ سے نکلے ہیں۔ ہم لوگ اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے، آپ نے دریافت فرمایا: ”تم اس وقت کیوں آئے ہو؟“ ہم نے اپنی حالت زار بتائی تو آپ نے ایک برتن منگایا جس میں کھجور تھی، ہم میں سے ہر ایک کو دو کھجوریں دی اور فرمایا: ”یہ دو کھجوریں کھاؤ اور ان پر پانی پیو، یہ تمہارے لیے پورا دن کافی ہو جائیں گی۔“ میں نے ایک کھجور کھائی اور دوسرا کھجور رکھ دیا۔ آپ نے

حالت یہ ہو گئی کہ آپ کی بیان کردہ باتوں میں سے کوئی بھی حرف بھولنا نہیں ہوں۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہ کا مقصد اپنا پیٹ بھرتا تھا یا علم کا حصول؟ اللہ تبارک و تعالیٰ خواہشات نفسانی کو ختم کر دے، جب کسی پر نفسانی خواہشات کا غلبہ ہو جاتا ہے تو حق کو بولنے اور اس کو دیکھنے سے اس کی بصارت اور بصیرت دونوں سلب ہو جاتی ہیں۔

۵۔ آپ نے جو بھوک اور فقر و فاقہ برداشت کیا ہے، اس کی قدر دانی کی جانی چاہیے، نہ کہ اس کی مادی تشریح کی جائے، جس پر حقیقی زندگی دلالت کرتی ہے اور اس کا شاہد یہ ہے کہ آپ نے کبھی اپنے ماضی کا انکار نہیں کیا اور اس کو بھلا یا نہیں، جس نے آپ کو تواضع اختیار کرنے، اللہ کی نعمتوں کا احساس کرنے اور ان پر اللہ کا شکر ادا کرنے میں تعاون کیا، جب اللہ نے آپ کی زندگی میں وسعت پیدا کی اور آپ کے تذکرے کو بلند فرمایا اور اسلام، علم و فضل کی وجہ سے آپ کی عزت میں چار چاند لگائے، ہم آپ کی حالات زندگی میں دیکھتے ہیں کہ آپ کثرت سے اللہ کی حمد و ثناء بیان کرتے تھے، مثلاً آپ فرماتے: اللہ کے لیے سبھی تعریفیں ہیں، جس نے دین کو قوام بنایا اور ابو ہریرہ کو امام بنایا، جب کہ وہ مزدور تھا..... (۲)

آپ یہ بھی فرماتے تھے: اللہ کے لیے سبھی تعریفیں ہیں، جس نے ابو ہریرہ کو قرآن سکھایا، اس اللہ کے لیے تمام تعریفیں ہیں، جس نے محمد ﷺ کے ذریعے ابو ہریرہ پر احسان فرمایا..... (۳)

مندرجہ بالا باتوں سے ہمیں اس شبہ اور اعتراض کے باطل ہونے کا یقین ہو جاتا ہے اور اس کا پتہ چلتا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنا پیٹ بھرنے کے لیے نبی کی صحبت اختیار نہیں کی، جیسا کہ دعویٰ کرنے والے یہ دعویٰ کرتے ہیں، بلکہ آپ ﷺ کی صحبت آپ پر ایمان لانے، آپ سے محبت کرنے اور علم و ہدایت اور نور کو جمع کرنے کے لیے اختیار کی۔

ضرورت مند تھے، جن میں سے ایک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں، جن پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ اپنا پیٹ بھرنے پر توجہ دیتے تھے، بلکہ رسول اللہ ﷺ بھی مسلسل تین دن آسودہ ہو کر نہیں کھاتے تھے، صحیح روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا گیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: محمد ﷺ کے گھر والے مدینہ آنے کے وقت سے تین دن مسلسل جو کا کھانا آسودہ ہو کر نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ ان ہی سے روایت ہے کہ ہم پر پورا مہینہ گزرتا اور ہم آگ نہیں جلاتے، صرف کھجور اور پانی ہوتا۔ (۱)

سعد بن ابوقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود سات لوگوں میں سے ایک تھا اور ہمارے پاس درخت کے پتوں کے علاوہ کھانے کے لیے دوسرا کچھ نہیں تھا، یہاں تک کہ ہمارے داڑھ زخمی ہو گئے۔ (۲)

یہ حال نبی کریم ﷺ اور آپ کے گھر والوں کا ہے تو پھر ابو ہریرہ کا کیا حال رہا ہوگا؟ کیا اس طرح کے شخص کو جس کا یہ حال ہے اپنا پیٹ بھرنے پر توجہ دینے کا الزام دیا جاسکتا ہے؟ ان کو اپنا پیٹ بھرنے پر توجہ دینے سے کیا فائدہ ہونے والا تھا، جن کے پاس نہ کچھ کھانے کے لیے تھا، یا اتنا کم تھا کہ آسودگی نہیں ہوتی تھی؟؟؟

۴۔ اگر وہ اپنا پیٹ بھرنے پر متوجہ رہتے یا دنیا کی دوسری ضروریات کے حصول کے لیے فکر مند رہتے تو دوسروں کی طرح رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جیش کردہ مال غنیمت کو لیتے۔ سعد بن ابو ہند، ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم مجھ سے مال غنیمت نہیں مانگو گے، جو تمہارے دوسرے ساتھی مجھ سے مانگتے ہیں؟“ میں نے کہا: میں آپ سے اس کا سوالی ہوں کہ آپ مجھے وہ علم سکھائیے جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے؟ چنانچہ آپ نے میرے جسم پر موجود چادر کو اتارا اور اپنے اور میرے درمیان پھیلایا، گویا میں جیوینوں کو اس پر ریختے ہوئے آج بھی دیکھ رہا ہوں، پس آپ نے مجھے حدیث سنائی، یہاں تک کہ میں نے آپ کی گفتگو کو محفوظ کر لیا۔ آپ نے فرمایا: اس کو میٹھا اور اپنی طرف کھینچو۔ میری

دریافت کیا: ”ابو ہریرہ! تم نے یہ کیوں بجا رکھا ہے؟“ میں نے کہا: میری ماں کے لیے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ کھاؤ، ہم تم کو اس کے لیے دو کھجور دیں گے۔“ (۱)

ابن شہاب زہری فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ نے اپنی ماں کی وفات تک حج نہیں کیا، کیوں کہ وہ ماں کے ساتھ رہتے تھے۔ (۲)

انھوں نے حضور اکرم ﷺ سے یہ دعا کرنے کی درخواست کی کہ اللہ ان کی ماں کو ہدایت سے سرفراز فرمائے، حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ میری اور میری ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں ڈال دے اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! اپنے اس بندے اور اس کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں ڈال دے اور مومنین کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دے۔“ (۳)

ابن کثیر فرماتے ہیں: یہ حدیث، نبوت کے دلائل اور شواہد میں سے ہے، کیوں کہ ابو ہریرہ سبھی مسلمانوں کے محبوب ہیں، اللہ نے ان کی روایتوں کے ذریعے ان کو شہرت عطا فرمائی ہے۔ (۴)

رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی خواہش

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عملی زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کے کتنے خواہش مند تھے اور اپنے اقوال و اعمال میں آپ کی اقتدا کے کتنے حریص تھے، دراصل یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس فرمان کی بجا آوری ہے: ”وما أتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا“ (سورہ شہد ۷) اور جو رسول تم کو دیں اس کو لؤ اور جس سے تم کو منع کریں اس سے باز آؤ۔

رسول اللہ ﷺ میں ایسی صفات اور امتیازات تھے، جن کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی

اللہ عنہم کے دل میں آپ کی محبت کوٹ کوٹ بھری ہوئی تھی اور ان کے اعضاء و جوارح اور جذبات و خواہشات پر چھا گئی تھی، ان ہی میں سے ایک جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں، جو آپ ﷺ کے احکام کی بجا آوری اور آپ کی سنتوں کی اتباع کے حریص تھے، مندرجہ ذیل مثالوں سے یہ بات مکمل طور پر واضح ہو جائے گی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے خلیل نے مجھے تین چیزوں کی وصیت کی ہے، جن کو میں موت تک نہیں چھوڑوں گا: ہر مہینے تین دن کے روزے، چاشت کی نماز اور وتر پڑھ کر سونا۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری نماز تم میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے سب سے زیادہ مشابہ ہے، رسول اللہ ﷺ جب ”سمع اللہ لمن حمدہ“ کہتے تو فرماتے: ”ربنا ولك الحمد“، جب آپ رکوع کرتے، اپنا سر رکوع سے اٹھاتے اور جب دو سجودوں سے اٹھتے تو تکبیر کہتے: اللہ اکبر۔ (۲)

ابو ہریرہ فرماتے ہیں: میں سونے سے پہلے، بیدار ہونے کے بعد، کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد مسواک کرنے لگا، جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو وہ کہتے ہوئے سنا جو آپ نے کہا۔ (۳)

سعید مقبری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کا گزر چند لوگوں سے ہوا، ان کے سامنے بھٹی ہوئی بکری رکھی ہوئی تھی، ان لوگوں نے آپ کو کھانے پر بلایا تو آپ نے شریک ہونے سے انکار کیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ اس حال میں دنیا سے چلے گئے کہ آپ جو کی روٹی سے آسودہ نہیں ہوئے۔ (بخاری ۶/۲۰۵ کتاب الاطعمہ)

مندرجہ بالا مثالیں اس بات پر دلالت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے قول و عمل اور سلوک و برتاؤ کے کتنے پابند تھے۔

ساتھ گھر میں داخل ہوا، آپ نے ایک پیالے میں دودھ دیکھا تو دریافت فرمایا: ”یہ کہاں سے آیا ہے؟“ جواب ملا: فلاں نے یہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابو ہریرہ! صفد والوں کے پاس جاؤ اور ان کو بلا لاؤ“۔ صفد والے اسلام کے مہمان تھے، نہ ان کا گھر یا تھا اور نہ ان کے پاس کچھ مال تھا، جب رسول اللہ ﷺ کے پاس صدقے کا مال آتا تو اس کو ان لوگوں کے پاس بھیجتے اور اس میں سے خود کچھ بھی نہیں لیتے، اگر بدیہ آتا تو خود بھی اس میں سے کھاتے اور ان کو بھی شریک کرتے، مجھے یہ بات ناگوار گزری کہ آپ مجھے ان کے پاس بھیج رہے ہیں، میں نے (اپنے دل میں) کہا: مجھے امید تھی کہ میں اس دودھ میں سے ایک گھونٹ پاؤں گا، جس سے مجھے تقویت ملے گی، یہ دودھ صفد والوں کے لیے کہاں کافی ہوگا؟ لیکن اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بغیر چارہ کار نہیں تھا، میں صفد والوں کے پاس آیا تو وہ دعوت قبول کرتے ہوئے آئے، جب وہ بیٹھ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابو ہریرہ! لو اور ان کو دو“۔ میں ایک ایک کو دینے لگا، وہ میرا ہوا کر پیتا، یہاں تک کہ میں نے سب تک پہنچایا اور آخر میں رسول اللہ ﷺ کے حوالے کیا، آپ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور فرمایا: ”میں اور تم باقی ہو“۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ نے سچ فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیو“۔ میں نے بیا، پھر آپ نے فرمایا: ”بیو“، چنانچہ میں نے بیا، آپ برابر کہتے تھے کہ بیو اور میں پیتا رہا، یہاں تک کہ میں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے! اب میں گنجائش نہیں پاتا ہوں، چنانچہ آپ نے لیا اور باقی دودھ پی لیا۔ (۱)

یہ روایت بہت سے عظیم امور پر دلالت کرتی ہے: مثلاً نبی کریم ﷺ کی برکت سے دودھ میں اضافہ ہونا، آپ ﷺ کی مسلم فقراء پر توجہ اور ان کو خود پر ترجیح دینا، ان کی آسودگی سے خوش ہونا اور اس سلسلے میں آپ کی عظیم مثال اور نمونہ، اسی طرح اس روایت سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ صفد والے کتنی بھوک برداشت کرتے تھے اور وہ کتنے

اس کے بعد والی جنگوں میں شریک ہوئے اور وفات تک حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہے اور آپ سے وہ چیزیں یاد کی، جو آپ کے علاوہ بہت سے ان صحابہ نے یاد نہیں کی، جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے بڑی مدت مشرف ہوئے ہوں، جی ہاں، وہ طبع کی طرف متوجہ ہو کر مندرجہ ذیل اشعار کے ذریعے اپنی سواری کو ترغیب دے رہے تھے:

يا ليلة من طولها وعناثها على أنها من دارة الكفر نجت (۱)

اگر ان کا مقصد اپنا پیٹ بھرتا ہوتا تو نبی کریم ﷺ کی صحبت کو چھوڑ دیتے اور مدینہ والوں میں سے کسی مال دار کو تلاش کرتے، جس کے پاس آپ کو آسودہ کھانا ملتا، چاہے ان کے پاس محنت و مزدوری کر کے ہو، یا کام کیے بغیر، جب کہ اکثر اوقات نبی کریم ﷺ کی صحبت میں آپ کو آسودگی میسر نہیں ہوتی تھی، کبھی ایک یاد دیکھوڑ ملتے، یاد دودھ کا ایک گھونٹ، یا اس طرح کی کوئی چیز، ان سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں ایک دن اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلا، تو چند لوگ ملے، انھوں نے مجھ سے پوچھا: تم کیوں نکلے ہو؟ میں نے کہا: بھوک ستا رہی ہے۔ ان لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم بھی بھوک کی وجہ سے نکلے ہیں۔ ہم لوگ اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے، آپ نے دریافت فرمایا: ”تم اس وقت کیوں آئے ہو؟“ ہم نے اپنی حالت زار بتائی تو آپ نے ایک برتن منگایا جس میں کھجور تھی، ہم میں سے ہر ایک کو دو کھجوریں دی اور فرمایا: ”یہ دو کھجوریں کھاؤ اور ان پر پانی پیو، یہ تمھارے لیے پورا دن کافی ہو جائیں گی۔“ میں نے ایک کھجور کھائی اور دوسرا کھجور رکھ دیا۔ آپ نے دریافت کیا: ”ابو ہریرہ! تم نے یہ کیوں بچا رکھا ہے؟“ میں نے کہا: میری ماں کے لیے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ کھاؤ، ہم تم کو اس کے لیے دو کھجور دیں گے۔“ (۲)

مجاہد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے تو بھوک کی وجہ سے میرے چہرے کی تکلیف کو پڑھ لیا اور دریافت فرمایا: ابو ہریرہ ہو؟ میں نے کہا: اللہ کے رسول، حاضر ہوں۔ پھر میں آپ کے

اقوال زرین

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اقوال زرین، نصیحتوں سے معمور باتیں اور آپ کے قوت ایمانی پر دلالت کرنے والے معانی کو روایت کیا گیا ہے، اس سے اللہ، قیامت کے دن اور اس میں موجود حساب و کتاب اور ثواب و عذاب پر آپ کے کامل ایمان اور اسلامی تعلیمات اور قدروں کا وسیع ادراک اور سمجھ، دنیا کی معرفت اور اس سے بے رغبتی معلوم ہوتی ہے، ذیل میں بعض اقوال زرین پیش کیے جا رہے ہیں، جن سے ہمیں عمیق معانی اور بلغ نصیحتوں کا علم ہو جائے گا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے فرمایا، جب انھوں نے ابو ہریرہ کے لیے شفا یابی کی دعا کی: ابوسلمہ! اگر تم مر سکتے ہو تو مرو، کیوں کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں ابو ہریرہ کی جان ہے! وہ وقت قریب ہے کہ علماء پر ایسا زمانہ آئے گا، جس میں ان میں سے ایک کے لیے موت سونے سے زیادہ محبوب ہوگی، یا وہ وقت قریب ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی مسلمان کی قبر کے پاس جائے گا اور کہے گا: میری خواہش ہے کہ یہ میری قبر ہوتی۔ (۱)

ابو التوکل نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حبشی لونڈی تھی، اپنے عمل سے اُس نے ابو ہریرہ کو ناراض کر دیا تو آپ نے اس پر کوڑا اٹھایا اور کہا: اگر قصاص نہ ہوتا تو میں اس کے بدلے تمھیں مار ڈالتا، لیکن میں تمھیں بیچ دوں گا، ایسے ہاتھوں میں جو مجھے تمھاری پوری قیمت دے گا، چلی جاؤ، تم اللہ کے لیے آزاد ہو۔ (۲) انھوں نے فرمایا: یہ جھاڑو تمھاری دنیا اور آخرت کو ہلاک کرنے والی ہے، یعنی مال و دولت اور خواہشات۔

معمر سے روایت ہے کہ جب ابو ہریرہ سے کوئی جنازہ گزرتا تو فرماتے: صبح کے وقت چلے جاؤ، ہم شام کو آنے والے ہیں۔ یا کہتے: شام کو چلے جاؤ، ہم صبح کو آنے والے

ہیں، یہ بلیغ نصیحت ہے اور بڑی غفلت ہے، پہلے والے چلے جاتے ہیں، اور اخیر والے کم عقل باقی رہتے ہیں۔ (۱)

ایک مرتبہ مدینہ کے ایک شخص نے اپنا گھر تعمیر کرنے کے بعد ان سے دریافت کیا: میں اپنے گھر کے دروازے پر کیا لکھوں؟ انھوں نے فرمایا: اس کے دروازے پر لکھو: ویران ہونے کے لیے تعمیر کرو، مرنے کے لیے جنو اور وارث کے لیے جمع کرو۔ (ابو یوسف: الجہیم ۲/۳۸۵) انھوں نے فرمایا: بخار سے زیادہ کوئی تکلیف مجھے محبوب نہیں ہے، کیوں کہ بخار ہر جوڑ کو اپنا حصہ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر جوڑ کو اجر میں سے اس کا حصہ دے گا۔ (۲)

آپ نے اپنے مرض الموت میں فرمایا: اے اللہ! میں تیری ملاقات کرنا چاہتا ہوں، پس تو میری ملاقات کو پسند فرما۔ (۳)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی دختر سے فرمایا: سونا نہ پہنو، کیوں کہ میں تم پر آگ کا خطرہ محسوس کرتا ہوں۔ (۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اُس کو تقویٰ کی بنیاد پر منع فرمایا، کبھی کبھی سوتا پینے سے غرور آ جاتا ہے، جس سے کبھی عبادت میں کوتاہی ہوتی ہے اور اطاعت میں کمی آ جاتی ہے، ورنہ عورتوں کے لیے سونے کا استعمال شرعی طور پر جائز ہے، ابو ہریرہ کے نزدیک بھی اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بھی، تابعین اور علمائے کرام میں سے کوئی بھی اس کے جائز ہونے کا قائل نہیں ہے، البتہ بشرط یہ ہے کہ فخر اور تکبر کی بنا پر نہ پہنا جائے۔

ابو ہریرہ کی روایتیں اور قوتِ حافظہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا شمار رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں بڑے قوی حافظہ کے مالک افراد میں ہوتا ہے، آپ سے تقریباً ۵۳۷۴ حدیثیں (سندیں) مروی ہیں۔ (۵) کثرتِ روایات اور حفظِ حدیث کی وجوہات اور اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ البدایہ والنہایہ - ابن کثیر ۸/۱۱۵-۱۱۵ ۲۔ ابن جوزی: صفحہ الصفو ۱۵/۶۹۲

۳۔ سیر اعلام النبلاء ۲/۲۳۵، البدایہ والنہایہ ۸/۱۱۸ ۴۔ سیر اعلام النبلاء ۲/۲۳۹

۵۔ سیر اعلام النبلاء ۲/۶۳۲-۱۱۵۳/۴

آپ رضی اللہ عنہ کے اس قول سے معلوم ہوتی ہے: تم لوگ یہ دعویٰ کرتے ہو کہ ابو ہریرہ رسول اللہ ﷺ سے بکثرت حدیثیں بیان کرتا ہے، اللہ کے حضور حاضری دینی ہے، میں ایک مسکین شخص تھا، میں اپنا پیٹ بھرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتا تھا اور مہاجرین خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے، اور انصار اپنے باغات کی دیکھ کر کچھ میں۔ (۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اعتراض پر آپ رضی اللہ عنہ کا جواب ابھی ابھی گزرا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم کو رسول اللہ ﷺ سے نہ زراعت مشغول رکھتی تھی اور نہ خرید و فروخت، میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات طلب کرتا جو آپ مجھے سکھاتے، یا ایک لقمہ جو آپ مجھے کھلاتے۔

اگر آپ کا مقصد اپنا پیٹ بھرنا ہوتا تو آپ یمن کے کسی امیر یا یمنی قبائل میں سے کسی قبیلے کے سردار کو تلاش کرتے اور اس کے پاس کھیتی باڑی یا چوپایوں کو چرانے وغیرہ کی ملازمت اختیار کرتے اور خود کو سفر کی تھکاوٹ، گھربار، خاندان اور اپنا شہر چھوڑنے کے رنج و غم سے محفوظ رکھتے اور یمن سے ہجرت کر کے جازا ایک ایسے شخص کے پاس نہیں آتے جو نہ بادشاہ تھا، نہ کسی سلطنت کا مالک، اور نہ مالدار، اور ابھی تک اُس کو گھات میں بیٹھے ہوئے تین دشمنوں سے نجات نہیں ملی تھی: مکہ اور آس پاس کے مشرکین، مدینہ اور آس پاس کے منافقین، اور یروشلم میں رہنے والے یہودی، انسانی اور مادی میزبانوں میں فتح اور شکست کے کبھی احتمالات موجود تھے۔

یہ احتمالات ذہین نوجوان اور یمنی حکیم حضرت ابو ہریرہ کے ذہن سے اوجھل نہیں تھے، وہ اپنی سواری کو مدینہ کی طرف لے جانے کی ترغیب دیتے تھے، اُس نور کی طرف جو مدینہ میں پھیل گیا تھا: حق کی دعوت یعنی رسول اللہ ﷺ کی دعوت، صرف ایک اللہ پر ایمان لانے کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے مدینہ کی طرف چل پڑے، مدینہ پہنچنے کے دو یا تین دنوں بعد ہی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی جنگ میں شریک ہوئے۔ (۲)

تیسرا اعتراض

اپنا پیٹ بھرنے پر توجہ

بعض لوگوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ اپنا پیٹ بھرنے پر توجہ دیتے تھے اور انھوں نے نبی کریم ﷺ کی صحبت اسی غرض سے اختیار کی تھی، اس کی دلیل کے طور پر حضرت ابو ہریرہ ہی کی یہ روایت پیش کرتے ہیں: میں رسول اللہ کے ساتھ اپنا پیٹ بھرنے کے لیے رہتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے: میں رسول اللہ ﷺ سے ایک کلمہ طلب کرتا تھا جو آپ مجھے سکھاتے تھے، یا ایک لقمہ جو آپ مجھے کھلاتے تھے۔ اور اس معنی و مفہوم کی دوسری عبارتوں کو اپنے دعوے کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

یہ الزام مندرجہ ذیل وجوہات کی بنیاد پر باطل ہے:

اعتراض کرنے والوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس بات کے مفہوم کو نہیں سمجھا ہے: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنا پیٹ بھرنے کے لیے رہتا تھا۔ اعتراض کرنے والے کو اس کا علم نہیں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بات کیوں کہی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنی روایتوں میں پیٹ بھرنے کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت کے لیے مکمل طور پر فارغ ہونے اور آپ کی سنی ہوئی باتوں کو یاد رکھنے کے لیے پوری توجہ کو بتانے کے لیے ہے، یہ بتانے کے لیے ہے کہ اس سے ان کو کوئی بھی چیز مشغول نہیں کرتی تھی، یہاں تک کہ روزی کی تلاش بھی نہیں، جو عام طور پر لوگوں کو مشغول رکھتی ہے، یہ بھی مسئلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی حل ہو جاتا تھا، انھوں نے یہ بات ان لوگوں سے کہی جو کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ نے رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ حدیثیں روایت کی ہے، یہ بات

۱۔ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں چار سال سے زیادہ مدت رہے، یہ مدت عام طور پر اتنی روایتوں بلکہ ان سے بھی زیادہ حدیثوں کو یاد کرنے کے لیے کافی ہے، خصوصاً اس وقت جب کوئی علم کے حصول اور حفظ کے لیے مکمل طور پر فارغ ہو جائے۔

۲۔ آپ نے بہت سی روایتیں دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے، خصوصاً وہ روایتیں جو آپ نے بلا واسطہ رسول اللہ ﷺ سے قبولی اسلام سے پہلے نہیں سنی تھی، مثلاً حضرت ابو بکر، حضرت عمر، فضل بن عباس، ابی بن کعب، اسامہ بن زید اور عائشہ رضی اللہ عنہم وغیرہ۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بڑی مدت تک ان صحابہ کرام کے ساتھ زندگی گزاری ہے، اسی وجہ سے ان تمام روایتوں کا واحد مرجع رسول اللہ ﷺ نہیں ہیں، جس طرح آپ سے روایت کے حصول اور حفظ کی مدت ان کی رسول اللہ ﷺ کی صحبت کی مدت میں ہی منحصر نہیں ہے، جس طرح ناواقف اور جاہل لوگ سوچتے ہیں، بلکہ یہ مدت رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عہد صحابہ پر مشتمل ہے۔

۳۔ آپ علم اور حفظ حدیث کے لیے فارغ ہو گئے تھے، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۴۔ آپ کی وفات ۵۰ ہجری کے بعد ہوئی، اور آپ سے پہلے اکثر صحابہ علمائے کرام اور حفاظ رضی اللہ عنہم کا انتقال ہو چکا تھا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد صرف چند صحابہ بقید حیات تھے، مثلاً عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ، ابوسعید خدری، انس بن مالک اور عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ، جس کی وجہ سے اُس وقت لوگوں کو صحابہ کرام کے علم کی سخت ضرورت تھی، کیوں کہ اسلامی حکومت کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا تھا، اور اسلام میں لاتعداد لوگ داخل ہو گئے تھے، صحابہ کی اولاد اور دوسرے لوگوں میں سے علم کے متلاشیوں کی کثرت ہو گئی تھی، جنھوں نے واحد مرجع کی حیثیت سے صحابہ کرام کے علم پر توجہ دی، جو رسول اللہ تک پہنچانے والا صرف یہی ایک راستہ تھا، خصوصاً ان صحابہ کا علم جو ت

حافظ اور رسول اللہ ﷺ کو تھا مے رہنے میں مشہور و معروف تھے۔

آپ کے قوتِ حافظہ کے بارے میں اہل علم کی گواہی

مندرجہ بالا امور اور نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت کی وجہ سے آپ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ حدیثوں کو روایت کرنے والے اور ان کو یاد رکھنے والے تھے۔

امام ترمذی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ابو ہریرہ! تم ہم میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ رہنے والے اور آپ کی حدیث کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والے ہو۔ (۱)

امام ترمذی نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: مجھے اس میں شک نہیں ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ ایسی باتیں سنی جو ہم نے نہیں سنی۔ (۲)

امام حاکم نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص زید بن ثابت کے پاس آیا اور ان سے کسی مسئلے کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا: تم ابو ہریرہ کے پاس جاؤ۔ کیوں کہ میں، ابو ہریرہ اور قلاں، مسجد میں ایک دن بیٹھے ہوئے اللہ کے حضور دعا کر رہے تھے اور اپنے پروردگار کو یاد کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے ساتھ بیٹھ گئے، آپ کو دیکھ کر ہم خاموش ہو گئے، آپ نے فرمایا: ”جو تم کر رہے تھے، دوبارہ شروع کرو۔“

زید نے کہا: میں نے اور میرے ساتھی نے ابو ہریرہ سے پہلے دعا کی اور رسول اللہ ﷺ ہماری دعا پر آمین کہنے لگے، پھر ابو ہریرہ نے دعا کی تو کہا: اے اللہ! میں تجھ سے وہ تمام چیزیں مانگتا ہوں جو میرے ساتھیوں نے مانگی ہے اور میں تجھ سے ایسا علم مانگتا ہوں جو بھلا یا نہ جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے آمین کہا۔ ہم نے کہا: اللہ کے رسول! ہم بھی اللہ سے ایسا علم مانگتے ہیں جو بھلا یا نہ جائے۔ آپ نے فرمایا: ”اس سلسلے میں دوسری تم پر سبقت لے گیا۔“ (۳)

اعش نے ابو صالح سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ابو ہریرہ صحابہ میں سب

سکھاتے، یا ایک لقمہ جو آپ مجھے کھلاتے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ابو ہریرہ! تم ہم میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ رہنے والے اور آپ کی حدیث کو ہم میں سب سے زیادہ جاننے والے ہو۔ (۱)

۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ واحد صحابی نہیں ہیں، جن پر دوسرے صحابہ کی طرف سے اعتراض کیا گیا ہے، بلکہ آپ کے علاوہ دوسرے صحابہ پر بھی اعتراض کیا گیا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن عمر اور دوسرے صحابہ کرام پر اعتراض کیا ہے، اسی طرح دوسرے صحابہ نے حضرت عائشہ پر اعتراض کیا ہے، یہ علمائے کرام کے درمیان عام بات ہے، جیسا کہ ہم نے بتایا ہے۔

مندرجہ بالا باتوں سے اس بات کی تاکید ہوتی ہے کہ ایک صحابی کا دوسرے صحابی پر اعتراض کرنے سے تکذیب نہیں ہوتی، اور نہ اس کی عدالت و ثقاہت متاثر ہوتی ہے اور نہ امانت میں کوئی فرق آتا ہے، جیسا کہ ناواقف لوگوں نے سمجھا ہے۔

کی قسم! اس میں شک نہیں کیا جاسکتا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ وہ باتیں سنی جو ہم نے نہیں سنی، اور انھوں نے وہ علم حاصل کیا جو ہم نے حاصل نہیں کیا، ہم مال دار لوگ تھے، ہمارے پاس گھراہل و عیال تھے، ہم اللہ کے نبی ﷺ کے پاس صبح ایک مرتبہ اور شام کو ایک مرتبہ آتے تھے، پھر لوٹ جاتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسکین تھے، ان کے پاس نہ مال تھا اور نہ اہل و عیال، ان کا ہاتھ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں تھا، جہاں آپ ﷺ جاتے، وہ بھی وہیں چلے جاتے، ہمیں اس میں شک نہیں ہے کہ انھوں نے وہ اعمال کیے جو ہم نے نہیں کیے، وہ سنا جو ہم نے نہیں سنا، اور ہم میں سے کسی نے اُن پر الزام نہیں لگایا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے وہ باتیں نقل کی ہے جو آپ ﷺ نے نہیں کہی۔ (۱)

۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا آپ پر اعتراض جنازے کے ساتھ چلنے والی حدیث کے سلسلے میں ہے، روایت کیا گیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا گزر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوا، جب کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہے تھے: ”جو کوئی جنازے کے ساتھ چلے تو اس کے لیے ایک قیراط ہے، اگر اس کی تدفین میں شریک رہے تو اس کے لیے دو قیراط ہے، قیراط احد پہاڑ سے بھی بڑا ہے“۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ابو ہریرہ! دیکھو کہ تم رسول اللہ ﷺ سے کیا بیان کر رہے ہو؟ ابو ہریرہ اُن کی طرف بڑھے، یہاں تک کہ وہ حضرت عائشہ کے پاس پہنچے اور ان سے دریافت کیا: ام المؤمنین! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو کوئی جنازے کے ساتھ چلے تو اس کے لیے ایک قیراط ہے، اگر اس کی تدفین میں شریک رہے تو اس کے لیے دو قیراط ہے، قیراط احد پہاڑ سے بھی بڑا ہے“۔ انھوں نے کہا: اے اللہ! تو گواہ رہ، جی ہاں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم کو رسول اللہ ﷺ سے نہ زراعت مشغول رکھتی تھی اور نہ خرید و فروخت، میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات طلب کرتا جو آپ مجھے

سے بڑے حافظ تھے۔ (۱)

امام شافعی نے فرمایا: ابو ہریرہ ان سبھوں میں سب سے بڑے حافظ ہیں، جنھوں نے ان کے زمانے میں روایت کی۔ (۲)

ابن عبد البر نے لکھا ہے: آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سب سے بڑے حافظ تھے، جو باتیں سبھی مہاجرین اور انصار کو یاد نہیں تھیں، اُن کو یاد تھیں، کیوں کہ مہاجرین تجارت میں مشغول رہتے تھے اور انصار اپنے باغات میں، اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں گواہی دی ہے کہ وہ علم اور حدیث کے حریص ہیں۔ (۳)

محمد بن عمارہ بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ وہ ایک مجلس میں بیٹھے تھے، جس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور صحابہ کرام میں سے تقریباً تیرہ مشائخ تھے، ابو ہریرہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے حدیثیں بیان کر رہے تھے، جس کو ان میں سے چند لوگ نہیں جانتے تھے، پھر بیان کردہ حدیث کے سلسلے میں وہ آپس میں مراجعت کرتے تو ان میں سے بعض لوگوں کو یہ حدیث معلوم ہوتی، پھر ابو ہریرہ کوئی اور حدیث روایت کرتے تو ان میں سے بعض صحابہ کو معلوم نہیں رہتی، پھر مراجعت کے بعد وہ جان لیتے، یہاں تک کہ آپ نے متعدد حدیثیں روایت کی۔ وہ کہتے ہیں: میں نے اُس دن جان لیا کہ ابو ہریرہ لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کے سب سے بڑے حافظ ہیں۔ (۴)

امام بخاری نے فرمایا: اُن سے تقریباً آٹھ سو اہل علم نے روایت کیا ہے، آپ اپنے زمانے میں روایت کرنے والوں میں سب سے بڑے حافظ تھے۔

ابو نعیم نے لکھا ہے: رسول اللہ ﷺ کی خبروں کے صحابہ میں سب سے بڑے حافظ ابو ہریرہ تھے، اور آپ ﷺ نے ان کے لیے یہ دعا کی تھی اللہ ان کو مومنین کا محبوب بنائے۔ (۵)

حاکم نے لکھا ہے: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کی ابتدا تلاش کی،

تک پہنچاتے ہوں کہ تم نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہو، تم نے وہی سنا ہے جو ہم نے سنا ہے، اور وہی دیکھا ہے جو ہم نے دیکھا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: میری ماں! آپ کو رسول اللہ ﷺ سے آئینہ، سرمہ دانی اور رسول اللہ ﷺ کی خاطر زیب و زینت مشغول رکھتی تھی، اللہ کی قسم! مجھے آپ ﷺ سے کوئی بھی چیز مشغول نہیں رکھتی تھی۔ (۱)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے سوالوں کا جواب دیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جواب سے مطمئن ہو گئیں، اس لیے انھوں نے نہ کوئی تردید کی اور نہ کوئی نوٹ چڑھایا، کیوں کہ اس جواب میں صراحت اور حقیقت کی عکاسی پائی جاتی ہے، جس کو فطرت سلیمہ قبول کرتی ہے۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ استدراک صرف ایک سوال تھا، جس کی وضاحت وہ چاہتی تھی، جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جان لیا کہ جو ان کے پاس ہے وہ میرے پاس نہیں ہے، اور جو انھوں نے سنا ہے، میں نے نہیں سنا ہے، اور انھوں نے دیکھا ہے، میں نے نہیں دیکھا ہے، کیوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر وقت رہتے تھے اور حضرت عائشہ شادی شدہ عورتوں کی طرح بناؤ سنگھار میں مشغول رہتی تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے علم حاصل کرنے کے علاوہ کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہونے کی تاکید طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے دریافت کیا: ابو محمد! اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ کو زیادہ جاننے والا یہ کونسی ہے یا تم لوگ؟ اُس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف وہ باتیں منسوب کی ہے جو آپ ﷺ نے نہیں کہی، انھوں نے ابو ہریرہ کو مراد لیا۔ طلحہ نے فرمایا: اللہ

۱۔ مستدرک ح ۳/۵۹، انھوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے، یہاں استدراک سے مراد اعتراض ہے، نہ کہ اصطلاحی استدراک، یہاں استدراک ایک امام کا دوسرے امام سے چھوٹی ہوئی حدیث کو صحیح کرنے کو کہتے ہیں، جس کو امام نے اپنے شرائط پائے جانے کے باوجود اپنی کتاب میں بیان نہیں کیا ہے، جس طرح امام حاکم نے المسند رک علیٰ الحسنین میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا استدراک کیا ہے

کیوں کہ آپ رسول مصطفیٰ ﷺ کی حدیث کے حافظ تھے، صحابہ اور تابعین نے آپ کے حفظ کی گواہی دی ہے، پس جو ابتداء اسلام سے ہمارے اس زمانے تک حفظ حدیث کا طلب گار ہے، وہ ابو ہریرہ کا پیروکار ہے، وہی حفظ کے لفظ کے زیادہ اور سب سے پہلے حق دار ہیں۔ (۱)

کثرت روایات اور حفظ حدیث کے سلسلے میں ان صحابہ کرام اور امت کے ان علمائے کرام کی گواہی کافی ہے۔

عدالت و ثقافت

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کرام کی عمومی طور پر عدالت بیان کی ہے اور نبی کریم ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو عادل قرار دیا ہے، اس بارے میں بہت سی آیتیں اور حدیثیں موجود ہیں، جن میں سے چند کا تذکرہ گزر چکا ہے، طول کلام کے خوف سے باقی حدیثوں اور آیتوں کا تذکرہ نہیں کر رہے ہیں، اس عمومی حکم میں حضرت ابو ہریرہ بھی شامل ہیں، کیوں کہ صحابہ کرام کا ایمان سچا تھا، وہ مخلص تھے اور رسول اللہ ﷺ کی کامل پیروی کرنے والے تھے، انھوں نے دین کے راستے میں عظیم قربانیاں دی تھیں اور اسلام کی نصرت و مدد اور اعلیٰ کلمۃ الحق کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا۔

علامہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں: اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے صحابہ کرام کے سلسلے میں کوئی بھی آیت نازل نہیں ہوئی ہوتی اور کسی بھی حدیث کا تذکرہ بھی نہیں ملتا تب بھی ہجرت، جہاد، نصرت دین، اپنی جانوں اور مالوں کی قربانی، دین اسلام کے راستے میں اپنے باپ اور بچوں کو قتل کرنا اور ایک دوسرے کی خیر خواہی، قوت ایمان اور یقین کامل یہ سب چیزیں ان کی عدالت و ثقافت اور ان کی پاکیزگی کا عقیدہ رکھنے کے لیے کافی تھیں، بلکہ اس کا یقین ضروری ہو جاتا، اور اس پر ایمان لانا ضروری ہو جاتا کہ وہ ان کے بعد آنے والے ان بھی لوگوں سے افضل ہیں، جو دوسروں کی عدالت اور ثقافت بیان کرتے ہیں۔ (۲)

دوسرا اعتراض

بعض صحابہ کی طرف سے ابو ہریرہ پر اعتراض

بعض وہ لوگ جن کو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استدراک اور اعتراض کا کوئی تجربہ نہیں ہے، یہ لوگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایتوں کو ضعیف قرار دیتے ہیں، یا خصوصاً اُن روایتوں کی تضعیف کرتے ہیں، جن پر اعتراض کیا گیا ہے، کیوں کہ حضرت عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی طرف سے یہ اعتراض کیا گیا ہے۔

اس اعتراض کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کا استدراک علیٰ ذالک کا تقاضہ ہے اور صحابہ کے درمیان کبھی کبھار ہونے والے مذاکرے کا تقاضہ ہے، کیوں کہ بہت سے صحابہ کرام نے اپنے دوسرے ساتھیوں کی روایت یا اُن کے بیان کردہ علمی مسئلے پر استدراک کیا ہے، جس کے نتیجے میں انھوں نے اپنے ساتھی کو یا تو مطمئن کیا ہے، یا اپنے ساتھی کی بات پر مطمئن ہوئے ہیں، یہ طریقہ علمائے کرام کے درمیان مشہور اور معروف ہے، خصوصاً محدثین کے نزدیک اس سے اُس شخص کی عدالت، ثقاہت اور امانت متاثر نہیں ہوتی، دونوں کی عدالت اور ثقاہت باقی رہتی ہے، اور دونوں کی روایتوں کو قبول کیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی طرف سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا استدراک بہت ہی کم ہے۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا استدراک اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا: ابو ہریرہ! یہ روایتیں کیا ہیں، جن کو تم ہم

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سیرت کے مطالعے کے دوران عدالت و ثقاہت کے منافی کوئی بھی عمل مثلاً ارتداد، نفاق وغیرہ کا پتہ ہی نہیں چلتا ہے (ان تمام چیزوں سے ہم اللہ کے حضور پناہ مانگتے ہیں) اس کے علاوہ عدالت و ثقاہت کی تاکید اس بات سے ہوتی ہے کہ سیکڑوں صحابہ اور تابعین نے اُن سے روایت کی ہے۔

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر دوسرے راوی کے لیے عدالت ثابت ہونے کے لیے علمائے جرح و تعدیل کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ دو عادل راوی اُس سے روایت کریں اور اُس کی توثیق کریں، بعض علماء صرف ایک عادل کی طرف سے توثیق کو کافی قرار دیتے ہیں۔^(۱)

پھر اس شخص کی عدالت و ثقاہت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے، جس سے میں سے زائد صحابہ کرام اور سیکڑوں ثقہ تابعین نے روایت کی ہے اور ان کی توثیق کی ہے، یہ بات گزر چکی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ رہنے والے اور آپ کی حدیثوں کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والے ہو۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی گزر چکا ہے: مجھے اس بات میں شک نہیں ہے کہ ابو ہریرہ نے رسول اللہ ﷺ سے وہ باتیں سنی جو ہم نے نہیں سنی۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اُس شخص سے فرمایا جس نے اُن سے مسئلہ دریافت کیا تھا: تم ابو ہریرہ کے پاس جاؤ۔

ان ہی اسباب کی بنا پر کبھی محدثین اور دوسرے علمائے کرام دوسرے تمام صحابہ کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عدالت و ثقاہت اور ان سے حدیث قبول کرنے پر متفق ہیں، البتہ جن روایتوں کی نسبت اُن کی طرف صحیح نہیں ہے وہ مردود ہیں، اور دوسری ضعیف اور موضوع روایتوں کی طرح قابلِ حجت نہیں ہیں، جو آل بیت اور صحابہ کرام کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔

اسی بنیاد پر ان پر کیے گئے اعتراضات پر کوئی توجہ نہیں دی جائے گی اور صحابہ کرام سے

بدگمانی کرنے والے لوگوں کے الزامات اور اس جلیل القدر صحابی کی سیرت سے ناواقف لوگوں کی طرف سے لگائی گئی تہمتوں اور آپ کے رسول ﷺ کی صحبت سے مشرف ہونے کی عزت سے لاپرواہی برتنے والوں کی بے جا باتوں کی طرف توجہ نہیں دی جائے گی۔

سابقہ سبھی اعتباروں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حق میں عدالت ثابت ہوگئی تو یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ وہ اپنی تمام روایتوں کو مکمل طور پر یاد رکھتے تھے، اس کی گواہی آپ کے شاگردوں اور حفظ و ضبط کے دوسرے ماہرین نے دی ہے۔

امام بخاری، امام مسلم اور امام احمد نے ابو حازم سے روایت کیا ہے کہ میں ابو ہریرہ کی مجلس میں پانچ سال رہا، میں نے اُن کو نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث سنا تے ہوئے سنا: ”بنو اسرائیل کی سیاست انبیاء چلاتے تھے، جب کسی نبی کا انتقال ہو جاتا تو دوسرا نبی اُس کا جانشین بن جاتا، میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے.....“ (۱) یعنی انھوں نے پانچ سال کی مدت میں اس حدیث شریف میں نہ کوئی اضافہ کیا اور نہ کوئی کمی کی۔

امام حاکم نے امیر مدینہ مروان بن حکم کے کاتب سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: مروان نے ابو ہریرہ کو بلا بھیجا اور مجھے تخت کے پیچھے بٹھادیا اور ان سے سوال کرنے لگا، اور میں سبھی باتوں کو نکھنے لگا، یہاں تک کہ جب دوسرا سال آیا تو مروان نے اُن کو بلا بھیجا اور ان کو پردے کے پیچھے بٹھایا، اور لکھی ہوئی باتوں کو پوچھنے لگا، انھوں نے جواب دینے میں نہ کوئی زیادتی کی اور نہ کوئی کمی، اور نہ کوئی تقدیم و تاخیر کی۔ (۲)

اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قوت حافظہ کو جانچا تھا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علم میں یہ بات نہیں تھی کہ ان کی کبھی ہوئی باتیں لکھی جارہی ہیں، آپ کے کامل حفظ و ضبط کی یہ بھی دلیل ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ابو ہریرہ! تم ہم میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ رہنے والے اور آپ کی

مسند امام احمد میں آپ رضی اللہ عنہ کی روایتوں سے واقف ہے کہ اس کی تعداد شیخ احمد محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح کے مطابق ۳۸۴۸ ہے، وہ جانتا ہے کہ تقریباً ایک تہائی روایتیں راوی کے اضافے یا سند میں صیغہ ادا یا متن میں لفظ کے اضافے کی وجہ سے مکرر آئی ہیں، جس کی وجہ سے ایک ہی روایت کو ٹکرا کر کی وجہ سے دو یا زائد شمار کیا گیا ہے، مسند امام احمد میں نمبر لگانے والوں نے یہ اسلوب اختیار کیا ہے، وہ اس سلسلے میں معذور ہیں، کیوں کہ قرین ترقیم کے ماہرین کے نزدیک مشہور و معروف اصولوں کی بنا پر ایسا کرنا ضروری ہے۔

۸۔ ابو ہریرہ کی روایت کردہ حدیثوں میں بہت سے صحابہ شریک ہیں:

جو آج مسلمانوں کے درمیان متداول اور مستند حدیث کی کتابوں سے واقف ہے اور وہ ان کتابوں میں ابو ہریرہ کی روایتوں کو پڑھتا ہے تو اُس کو معلوم ہو جائے گا کہ اُن کی اکثر روایتوں میں ایک یا زیادہ صحابہ شریک ہیں، خصوصاً ان روایتوں میں جن پر اہل بدعت، خواہشات کی پیروی کرنے والوں اور ناواقفوں کی طرف سے اعتراض کیا گیا ہے اور شبہات بھڑکائے گئے ہیں۔

۹۔ آپ سے روایت کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے:

آپ رضی اللہ عنہ سے صحابہ اور ثقہ تابعین میں سے روایت کرنے والوں کی تعداد بہت بڑی ہے، ان کی تعداد آٹھ سو سے زیادہ ہے، جیسا کہ ابھی گزر چکا ہے، اسی طرح امت کے علماء، فقہاء اور مجتہدین نے آپ کی طرف منسوب صحیح حدیثوں پر دوسرے صحابہ کرام کی صحیح حدیثوں کی طرح بڑی توجہ دی ہے، یہ آپ رضی اللہ عنہ کی عدالت و ثقاہت اور امانت کی سب سے بڑی اور بہترین دلیل ہے۔

مندرجہ بالا باتوں سے واضح طور پر اس شبہ کی تردید ہوتی ہے اور اس کے باطل ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا ہے اور اس کا یقین ہو جاتا ہے کہ اگر اس کا سبب جہل اور ناواقفی نہیں ہے تو خواہشات کی پیروی ہے یا یہ دونوں چیزیں ایک ساتھ جمع ہیں، ہم اللہ کے حضور ان دونوں چیزوں سے پناہ مانگتے ہیں۔

۱۔ مسند امام احمد ۱/۵، بخاری ۶/۳۵۰، مسلم ۲/۸۷، الفاظ مسند امام احمد کے ہیں

۲۔ مستدرک حاکم ۳/۵۱۰، انھوں نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے، اور علامہ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے

سب سے زیادہ خلیفہ تھے، آپ اس بات کے حق دار تھے کہ طلبہ، علم و معرفت کے شوقین اور دین کی حمایت اور نصرت کرنے والے صحابہ و تابعین آپ کی طرف متوجہ ہوں، یہی وجہ ہے کہ کبار صحابہ اور نو جوان صحابہ میں سے تقریباً ۱۲۸ افراد نے آپ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں: زید بن ثابت، ابو ایوب انصاری، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن زبیر، ابی بن کعب، جابر بن عبد اللہ، انس بن مالک اور عائشہ رضی اللہ عنہم وغیرہ، اسی طرح سینکڑوں تابعین نے آپ کی شاگردی اختیار کی۔

امام بخاری کہتے ہیں: اُن سے آٹھ سو سے زائد لوگوں نے روایت کی۔ (۱)
حاکم نے لکھا ہے: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کی ابتدا تلاش کی، کیوں کہ آپ رسول مصطفیٰ ﷺ کی حدیث کے حافظ تھے، صحابہ اور تابعین نے آپ کے حفظ کی گواہی دی ہے، پس جو ابتداء اسلام سے ہمارے اِس زمانے تک حفظ حدیث کا طلب گار ہے وہ ابو ہریرہ کا پیروکار ہے، وہی حفظ کے لفظ کے سب سے زیادہ اور پہلے حق دار ہیں۔ (۲)
میرے علم کے مطابق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے صحابہ کو اتنی بڑی تعداد میں رسول اللہ ﷺ سے نقل کردہ علم نقل کرنے والے راوی نہیں ملے، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اتنی بڑی تعداد آپ رضی اللہ عنہ کی روایتوں کو نقل کرنے اور ان کو راویوں کی اتنی بڑی تعداد کے درمیان زندہ اور متداول باقی رہنے کا سبب بنی، یہاں تک کہ دوسرے صحابہ کے برخلاف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایتوں اور آپ کے اسفار کو حدیث کی کتابوں میں جمع کیا گیا ہے، کیوں کہ دوسرے صحابہ کی وفات آپ کی بنسبت پہلے ہوئی تھی، یا بعض صحابہ روایت کرنے سے ہچکچاتے تھے یا دوسری رکاوٹیں تھیں، اس کے علاوہ بھی بہت سے ایسے اسباب ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

۷۔ آپ کی روایتوں کی سندیں متعدد اور مختلف ہیں، جس کی وجہ سے آپ کی طرف منسوب روایتوں میں سندوں کے اختلاف کی وجہ سے بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے، جو شخص

حدیثوں کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والے ہو۔ (۱)
اعمش نے ابوصالح سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں میں سب سے بڑے حافظ تھے۔ (۲)

مندرجہ بالا حدیثوں اور ان کے علاوہ دوسری وہ روایتیں جن سے آپ کے قوتِ حافظہ پر دلالت ہوتی ہے، ان کی وجہ سے علماء کرام ابو ہریرہ کے حفظ اور ضبط پر کامل بھروسہ کرتے ہیں، اور ان کی روایتوں پر پوری توجہ دیتے ہیں، آپ کی روایتوں پر علماء کرام کی توجہ کی مثال یہ ہے کہ علماء آپ کی روایت کردہ حدیثوں کی سندوں میں صحت کے اعتبار سے موازنہ کرتے ہیں، اس سلسلے میں بہت سے اقوال منقول ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ کی سب سے صحیح کون سی ہے:

ابو ہریرہ کی سب سے صحیح سند مندرجہ ذیل ہے: الزہری عن سعید بن المسیب عن أبي هريرة - یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ سند سب سے صحیح ہے: ابو الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة، یہ بھی قول ہے: حماد بن زيد عن أيوب عن محمد بن سيرين عن أبي هريرة۔

یہ بھی ایک قول ہے: یمنیوں کی سب سے صحیح سند یہ ہے: عن معمر عن همام عن أبي هريرة۔

احمد بن صالح مصری نے کہا ہے: مدینہ والوں کے سب سے صحیح اور ثابت سند یہ ہے:

اسماعيل بن أبي حكيم، عن عبيدة بن سفيان عن أبي هريرة -
ابو بکر بن یحییٰ نے کہا ہے: مندرجہ ذیل سند کے ساتھ روایت کردہ حدیثوں کے صحیح ہونے پر محدثین کا اجماع ہے: الزہری عن سالم عن أبيه و عن سعید بن المسیب عن أبي هريرة۔ (۳)

مندرجہ بالا سندوں میں سے جس کو بھی سب سے زیادہ صحیح مان لیا جائے، ان اقوال

سے حضرت ابو ہریرہ کی روایتوں کی اہمیت اور حفظ و تدوین کے اعتبار سے ان پر محدثین کی واضح توجہ معلوم ہوتی ہے، کیوں کہ احمد محدثین نے اپنی کتابوں میں آپ کی روایتیں نقل کی ہے، پس صحاح ستہ اور دوسری مشہور و متداول کتابوں میں کسی کثیر کے بغیر حضرت ابو ہریرہ کی روایتوں کو نقل کیا گیا ہے، کوئی بھی فصل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک یا ایک سے زائد حدیثوں سے خالی نہیں ہے۔

روایت حدیث میں ابو ہریرہ کا اسلوب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیثوں پر غور کرنے والے کو معلوم ہوگا کہ انھوں نے روایت حدیث میں دو بنیادی اسلوبوں کو اپنایا ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ صرف حدیث نبوی کی روایت

ان روایتوں میں صرف وہی باتیں نقل کی ہے جو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، یا آپ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے اور آپ ﷺ کے شاگردوں اور آپ سے مسائل دریافت کرنے والوں کے حالات کا مشاہدہ کیا ہے، اس کو بعینہ بیان کیا ہے، تاکہ آپ ﷺ سے اُس کو دوسروں تک منتقل کریں، یا رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کی ہوئی باتوں کی صحت کی تاکید کریں۔

مثلاً ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مؤمنین میں سب سے کامل مومن وہ ہے جو ان میں سب سے بہترین اخلاق والا ہو، اور ان میں بہترین وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے بہترین ہوں۔“ (۱) ابن عباس کے آزاد کردہ غلام مکرّمہ نے روایت کیا ہے کہ میں ابو ہریرہ کے پاس اُن کے گھر گیا اور عرفات کے دن مقام عرفات میں روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا

نے جرات دکھائی اور ہم نے بزدلی دکھائی۔ (۱)

۵۔ انھوں نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے: یہ ثابت ہے اور تسلیم شدہ بات ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت سے صحابہ کرام مثلاً ابو بکر، عمر، فضل بن عباس، ابی بن کعب، اسامہ بن زید، عائشہ، بھل بن سعد ساعدی اور نضرہ بن ابو نضرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔

براہ راست رسول اللہ ﷺ سے روایت کرنے کے علاوہ انھوں نے دیگر صحابہ کے واسطے سے بھی روایت کی ہے، کبھی اپنے سے کم روایت کرنے والے صحابہ سے بھی روایت کیا ہے، حضرت بھل بن سعد ساعدی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی پر تلوار نہ سونتے، ہو سکتا ہے کہ شیطان اس کے ہاتھ سے چھین لے اور اس کے نتیجے میں وہ جہنم کے گھڑوں میں سے ایک گھڑے میں گر جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے یہ حدیث بھل بن سعد ساعدی سے سنی ہے، جو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ (۲)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واسطے سے روایت کرنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی روایتوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی، جس سے وہ لوگ ناواقف ہیں یا تجاہل عارفانہ برتتے ہیں جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایتوں کو زیادہ کہتے ہیں اور خواہ مخواہ ان پر اعتراضات کرتے ہیں۔

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات بہت بعد میں ہوئی، لوگوں کو ان کے علم کی ضرورت پیش آئی اور بہت سے راویوں نے اُن سے حدیثیں نقل کی: ابو ہریرہ کا شمار اُن بہت کم صحابہ میں ہوتا ہے جن کی وفات ۵۰ ہجری کے بعد ہوئی، اور لوگوں کو ان کے علم کی ضرورت پڑی اور اپنے مشکل مسائل میں عوام نے ان کی طرف رجوع کیا، اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والے اور اس کو پھیلانے کے لیے

چیزیں مانگتا ہوں جو میرے ساتھیوں نے مانگی ہے اور میں تجھ سے ایسا علم مانگتا ہوں جو بھلا یا نہ جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے آمین کہا۔ ہم نے کہا: اللہ کے رسول! ہم بھی اللہ سے ایسا علم مانگتے ہیں جو بھلا یا نہ جائے۔ آپ نے فرمایا: ”اس سلسلے میں دوسری تم پر سبقت لے گیا۔“ (۲)

اس حدیث سے آپ ﷺ کا یہ اہتمام معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ علم و ہدایت اُن نوجوان صحابہ تک پہنچاتے تھے جن میں حصول علم اور حفظ کی استعداد پاتے تھے، اور ہر ایک اپنی صلاحیت اور تقدیر الٰہی کے مطابق علم نبوی اخذ کرتا تھا۔

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بکثرت سوالات کرتے تھے: سوال علم کی کنجی ہے، جیسا کہ مشہور ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جرات اور ہمت کے ساتھ بکثرت سوالات کرتے تھے، آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے ہر اس چیز کے بارے میں طلب علم کی خواہش میں سوال پوچھتے تھے، جس کے بارے میں سوال کرنے کی ضرورت تھی، مثلاً آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ شفاعت کا کون حق دار ہوگا؟ آپ نے فرمایا: میرا گمان یہ تھا کہ اس حدیث کو مجھ سے لوگوں میں تم سے پہلے کوئی نہیں پوچھے گا، کیوں کہ میں نے حدیث کے حصول کی شدید خواہش تم میں دیکھی ہے، لوگوں میں قیامت کے دن میری شفاعت کا سب سے زیادہ حق دار وہ ہوگا جو اخلاص کے ساتھ کہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (۲)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے سامنے ابو ہریرہ جری تھے، وہ آپ ﷺ سے ایسی چیزوں کے بارے میں پوچھتے تھے جن کے بارے میں ہم آپ ﷺ سے نہیں پوچھتے تھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر سے دریافت کیا: ابو ہریرہ رسول اللہ ﷺ سے بکثرت حدیثیں روایت کرتے ہیں؟ ابن عمر نے فرمایا: میں اللہ کے حضور تم سے پناہ مانگتا ہوں کہ اُن کی بتائی ہوئی باتوں پر شک کرو، لیکن انھوں

ہے۔ (۱) ان دونوں حدیثوں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے محدثین صحابہ و تابعین وغیرہ کی طرح صرف سنی ہوئی بات ادا کرنے پر اکتفا کیا ہے، نبی کریم ﷺ سے روایت کردہ آپ کی اکثر روایتوں میں یہی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

۲۔ اضافوں کے ساتھ روایت

یہ دو روایتیں ہیں جن کو حضرت ابو ہریرہ نے اپنے کلام کے ضمن میں روایت کیا ہے، جس میں انھوں نے روایتوں کی تشریح کی ہے، ان ان سے معافی کا استنباط کیا ہے، یا احکام کو اخذ کیا ہے، یا آپ کے اجتہاد پر مشتمل دوسری روایتیں ہیں، اس کا مقصد تعلیم اور رہنمائی ہے، جو آپ ﷺ کی دعوتی زندگی میں واضح شکل میں نظر آتی ہے۔ اس اسلوب کی مثالیں:

امام احمد نے محمد بن زیاد سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: میں نے ابو ہریرہ کو چند لوگوں سے گزرتے ہوئے دیکھا، جو برتن سے وضو کر رہے تھے، آپ نے کہا: اچھی طرح وضو کرو، اللہ تم پر رحم فرمائے، کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا: ”ایڑیوں کے لیے آگ کی بربادی ہے۔“ (۲)

امام احمد اور امام بخاری نے سالم بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: مجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے ابو ہریرہ کو بازار میں کھڑے یہ کہتے ہوئے کتنی مرتبہ دیکھا ہے: علم چھین لیا جائے گا، فتنے عام ہو جائیں گے اور ”ہرج“ (قتل) کی کثرت ہوگی، دریافت کیا گیا: اللہ کے رسول! ہرج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح کیا اور اس کو پھیر دیا۔ (۳) یعنی دائیں بائیں ہاتھ کو حرکت دی۔

ان دو روایتوں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پہلے اپنی بات کہی؛ پہلی روایت میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے چوکنہ کردہ عذاب میں مبتلا ہونے کے خوف سے

سے زیادہ رہنے والے اور آپ کی حدیثوں کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والے ہو۔
۳۔ حصول علم کی شدید خواہش اور بے پناہ شوق، اور ان کے حق میں رسول اللہ کی
حفظ حدیث کی دعا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ علم پر مکمل توجہ دینے والے اور حصول علم کی شدید
خواہش رکھنے والے تھے، اس کی گواہی نبی کریم ﷺ نے دی ہے، امام بخاری نے سعید
مقبری سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: میں نے دریافت کیا: اللہ کے نبی!
لوگوں میں آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرا
گمان یہ تھا کہ اس حدیث کو مجھ سے لوگوں میں تم سے پہلے کوئی نہیں پوچھے گا، کیوں کہ میں
نے حدیث کے حصول کی شدید خواہش تم میں دیکھی ہے۔ (۱)

علم کے حصول میں آپ رضی اللہ عنہ کی شدید خواہش پر یہ دلیل کافی ہے، اسی وجہ سے
ہم نبی کریم ﷺ کو دیکھتے ہیں کہ آپ علم کے حصول میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہمت افزائی
کرتے تھے، جس طرح دوسرے ان صحابہ کرام کی ہمت افزائی فرماتے تھے جن میں ذہانت،
رغبت و دلچسپی اور اس کی استعداد پاتے تھے، مثلاً انس بن مالک اور ابن عباس وغیرہ۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حق میں حفظ اور نہ بھولنے کی دعا
کہ: جب آپ ﷺ نے ان کی دعا پرائیں کہا، امام حاکم نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص زید بن
ثابت کے پاس آیا اور ان سے کسی مسئلے کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا: تم ابو ہریرہ
کے پاس جاؤ۔ کیوں کہ میں، ابو ہریرہ اور فلاں، مسجد میں ایک دن بیٹھے ہوئے اللہ کے حضور دعا
کر رہے تھے اور اپنے پروردگار کو یاد کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے
اور ہمارے ساتھ بیٹھ گئے، آپ کو دیکھ کر ہم خاموش ہو گئے، آپ نے فرمایا: ”جو تم کر رہے تھے،
دوبارہ شروع کرو“۔ زید نے کہا: میں نے او میرے ساتھی نے ابو ہریرہ سے پہلے دعا کی اور رسول
اللہ ﷺ ہماری دعا پرائیں کہنے لگے، پھر ابو ہریرہ نے دعا کی تو کہا: اے اللہ! میں تجھ سے وہ تمام

اچھی طرح وضو کرنے کا حکم دیا۔

دوسری روایت میں قیامت کی چند نشانیوں کو بیان کیا کہ علم چھین لیا جائے گا، فتنے
ظاہر ہوں گے اور کثرت سے قتل ہوں گے، اس کا تذکرہ گناہوں میں پڑے رہنے اور اللہ کی
اطاعت سے دوری سے چونکنا کرنے کے لیے کیا اور اخیر میں ایسی بات رسول اللہ ﷺ
سے نقل کی جس سے ان باتوں کی تاکید ہوتی ہے۔

ابو ہریرہ کی مرفوع اور موقوف روایتیں

مرفوع روایتوں کے شروع میں یا اخیر میں جو کلام آتا ہے اُس کو موقوف کہا جاتا ہے،
کیوں کہ وہ ابو ہریرہ کا کلام ہے، رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں ہے، مثلاً ان سے کبھی
دریافت کیا جاتا: کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ تو آپ فرماتے: نہیں،
یہ میری تخیل میں سے ہے، یا کہتے: یہ ابو ہریرہ کی تخیل میں سے ہے۔

حدیث سے ناواقف اور روایت کرنے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے
اسلوب اور طریقہ کار سے ناواقف لوگ اس بات ”روایت کی دو قسمیں مرفوع اور موقوف
ہیں“ کو غلط سمجھا اور کہنے لگے: ابو ہریرہ اپنی طرف سے کبھی ہوئی باتوں کو رسول اللہ ﷺ کی
طرف منسوب کرتے تھے، یہ لاعلمی اور جہالت کی بات ان لوگوں کے دلوں میں گھر کر گئی
جن کے دلوں میں کبھی ہے، چنانچہ انھوں نے اس بات کو دہراتا شروع کیا، اور ان کو خیال
ہونے لگا کہ اس جلیل القدر صحابی کے خلاف تہمت بازی میں اس سے ان کی تائید ہوگی۔

دعوت دین اور علم کی نشر و اشاعت پر ابو ہریرہ کی توجہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا شمار علما صحابہ میں ہوتا ہے، جنھوں نے دعوت کی
امانت اور علم کو عام کرنے کی ذمہ داری اٹھائی، جو علم انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے
حاصل کیا تھا، بلکہ ابو ہریرہ اس میدان میں سب سے زیادہ فطیل اور فعال تھے، اس کی وجہ یہ
ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا وسیع علم رکھتے تھے اور ان کے علم اور تعلیم کی اُس وقت لوگوں کو

یا تم لوگ؟ اُس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف وہ باتیں منسوب کی ہے جو آپ ﷺ نے نہیں کہی، انھوں نے ابو ہریرہ کو مراد لیا۔ طلحہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس میں شک نہیں کیا جاسکتا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ وہ باتیں سنی جو ہم نے نہیں سنی، وہ علم حاصل کیا جو ہم نے حاصل نہیں کیا، ہم مال دار لوگ تھے، ہمارے پاس گھر اور اہل و عیال تھے، ہم اللہ کے نبی ﷺ کے پاس صبح ایک مرتبہ اور شام کو ایک مرتبہ آتے تھے، پھر لوٹ جاتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ممکن تھے، ان کے پاس نہ مال تھا اور نہ اہل و عیال، ان کا ہاتھ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں تھا، جہاں آپ ﷺ جاتے، وہ بھی وہیں چلے جاتے، ہمیں اس میں شک نہیں ہے کہ انھوں نے وہ اعمال کیے جو ہم نے نہیں کیے، وہ ساجو ہم نے نہیں سنا، ہم میں سے کسی نے ان پر الزام نہیں لگایا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے وہ باتیں نقل کی ہے جو آپ ﷺ نے نہیں کہی۔ (۱)

اسی طرح صحابہ کرام دعوت کے کاموں میں اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مکتف کردہ دوسری ذمے داریوں، جنگوں اور غزوات میں نکلنے، علم کی نشر و اشاعت اور جزیرۃ العرب کے پڑوس میں رہنے والے شاہان اور امراء کو خطوط پہنچانے میں مشغول تھے، اس طرح کی ذمے داریوں میں سفر کرنے اور رسول اللہ ﷺ کی مجلسوں سے غیر حاضر رہنے کی ضرورت پڑتی تھی، کبھی یہ غیر حاضری کئی کن دن اور مہینے رہتی تھی۔

بعض صحابہ کرام ایسے بھی تھے جو مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کے ساتھ نہیں رہتے تھے کہ جب چاہیں ملاقات کے لیے آجائیں اور ملاقات کے مواقع فراہم ہوں۔

مندرجہ بالا اسباب اور دوسری وجوہات کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کی صحبت کی مدت زیادہ رہنے کے باوجود بہت سوں کو مکمل صحبت حاصل نہیں رہی، جس طرح کی صحبت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حاصل تھی، اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ابو ہریرہ! تم میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب

بڑی ضرورت بھی تھی، اور وہ کسمان علم کے عذاب سے خوف بھی محسوس کرتے تھے، اُن سے روایت ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر کتاب اللہ میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں تم کو کبھی بھی کچھ بھی نہیں بتاتا، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ”إِنَّ الدِّينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى“ (سورہ بقرہ ۱۵۹) پوری آیت۔ (۱)

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس سے کوئی بات پوچھی جائے اور وہ اس کو چھپا دے تو قیامت کے دن اُس کو آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔“ (r)

حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کون شخص ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی فیصلہ کردہ باتوں میں سے ایک، یا دو، یا تین، یا چار، یا پانچ کلمات لے اور ان کو اپنی چادر کے کنارے باندھ لے، پھر ان پر عمل کرے اور دوسروں کو سکھائے؟ میں نے کہا: میں، اور میں نے اپنا کپڑا پھیلادیا۔ رسول اللہ ﷺ گفتگو کرنے لگے، یہاں تک کہ اپنی بات ختم کی تو میں نے اپنا کپڑا سینے سے چپکایا۔۔۔۔۔ (۲)

اسی بنیاد پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دین کی دعوت اور رسول اللہ ﷺ سے حاصل کردہ علم و معرفت کی تبلیغ اور شراعت کے لیے ہر ممکنہ کوشش کی اور ہر طرح کے وسائل اختیار کیے، اسی وجہ سے ہمیں حضرت ابو ہریرہ ہر جگہ موقع ملتے ہی حدیث بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں؛ مسجد میں اور بازار وغیرہ میں، ان کے علاوہ دوسری جگہوں پر جہاں حدیث بیان کرنا اور وعظ و نصیحت کرنا ممکن ہو۔

امام احمد نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ میں ابو ہریرہ کے پاس ان کے گھر گیا اور ان سے یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں دریافت کیا.....۔

امام حاکم نے عاصم بن محمد سے، انھوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جمعے کے دن نکلتے ہوئے دیکھا، آپ منبر کے دوستوں کو پکڑ کر

کھڑے ہوتے اور کہتے: ہمیں ابوالقاسم رسولی صادق و صدوق علیہ السلام نے بتایا، وہ برابر خطاب کرتے رہتے، یہاں تک کہ باب المقصور کھلنے کی آواز سننے، جہاں سے امام نماز پڑھانے کے لیے نکلتے ہیں، تو وہ بیٹھ جاتے۔ (۱)

امام بخاری نے محمد بن عمارہ بن عمرو بن حزم سے روایت کیا ہے کہ وہ ایک مجلس میں بیٹھے تھے، جس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور صحابہ کرام میں سے تقریباً تیرہ مشائخ تھے، ابو ہریرہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے حدیثیں بیان کر رہے تھے، جس کو ان میں سے چند لوگ نہیں جانتے تھے، پھر بیان کردہ حدیث کے سلسلے میں وہ آپس میں مراجعت کرتے تو ان میں سے بعض لوگوں کو یہ حدیث معلوم نہیں ہوتی، پھر ابو ہریرہ کوئی اور حدیث روایت کرتے تو ان میں سے بعض صحابہ کو معلوم نہیں رہتی، پھر مراجعت کے بعد وہ جان لیتے، یہاں تک کہ آپ نے متعدد حدیثیں روایت کی۔ وہ کہتے ہیں: میں نے اُس دن جان لیا کہ ابو ہریرہ لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کے سب سے بڑے حافظ ہیں۔ (۲)

امام احمد اور امام بخاری نے سالم بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: مجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے ابو ہریرہ کو بازار میں کھڑے یہ کہتے ہوئے کتنی مرتبہ دیکھا ہے: علم چھین لیا جائے گا، فتنے عام ہو جائیں گے اور ”ہرج“ (فصل) کی کثرت ہوگی، دریافت کیا گیا: اللہ کے رسول! ہرج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح کیا اور اس کو پھیر دیا۔ (۳) یعنی دائیں بائیں ہاتھ کو حرکت دی۔

مکحول سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: ایک رات لوگ وعدے کے مطابق قبہ میں جمع ہو گئے تو ابو ہریرہ ان میں کھڑے ہو گئے اور صبح تک رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے رہے۔ (۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صرف مردوں ہی کو حدیث کا درس دینے اور وعظ

۱۔ حدردک حاکم ۳/۵۱۳، انھوں نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے، علامہ ذہبی نے موافقت کی ہے۔

۲۔ تاریخ البخاری ۱/۱۵۶، سنن امام احمد ۱۳/۲۵۸، بخاری ۱/۱۶۵

۳۔ یہ اعلام النبلاء ۲/۵۹۹، البدایہ والنہایہ ۱۱۰/۸

کیوں کہ ان میں سے بعض کی وفات نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہوئی اور بعض کا انتقال رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد چند سالوں میں ہی ہوا، اسی طرح بعض صحابہ کم روایت کرنے والے تھے، صرف اسی وقت حدیث بیان کرتے تھے، جب ان سے دریافت کیا جاتا، ان میں سے خلفاء راشدین، ابی بن کعب، ابن مسعود اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم ہیں۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں کم مدت رہنا بتنا کم ہے: یعنی ان صحابہ کی نسبت کم مدت ہے جو آپ ﷺ کے ساتھ بڑی مدت رہے، مثلاً عشرہ مبشرہ وغیرہ سابقین الاولون صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ورنہ درحقیقت چار سال سے زائد کی مدت کم نہیں ہے، جیسا کہ خیال ہوتا ہے۔

یہ مدت اتنی حدیثوں کو جمع کرنے اور روایت کرنے کے لیے کافی ہے، جتنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جمع اور روایت کی ہے، کیوں کہ یہ بات معلوم ہی ہے کہ اس پوری مدت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر و حضر میں ساتھ رہے، جہاں آپ ﷺ جاتے وہاں وہ بھی جاتے، اس مدت کے دوران آپ پوری طرح حصول علم کے لیے فارغ ہو گئے، نہ تجارت و زراعت آپ کو اس سے مشغول رکھتی، اور نہ گھریلو ذمے داریاں، اس طرح کی صحبت رسول اللہ ﷺ کے بہت سے صحابہ کو میسر نہیں آئی، چاہے صحبت کی مدت حضرت ابو ہریرہ کی صحبت سے زیادہ رہی ہو، کیوں کہ یہ لوگ اپنی ضروریات زندگی میں مشغول رہتے تھے، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: یہ سب رسول اللہ ﷺ کی سنی ہوئی حدیثیں نہیں ہیں، ہمارے پاس جائیداد اور دوسری مشغولیتیں تھیں، لیکن لوگ اُن دنوں رسول اللہ سے جھوٹ نہیں گھڑتے تھے، چنانچہ حاضر شخص غیر موجود تک بات پہنچا دیتا تھا۔ (۱)

یہ روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے دریافت کیا: ابو جھل! اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ کو زیادہ جاننے والا یہ کونسی ہے

پہلا اعتراض

آپ کی کثرت روایات

بعض لوگوں کی کج فہمی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھوڑی مدت رہنے کے باوجود بکثرت حدیثیں نقل کی ہے، جس سے ان کی حدیثوں کے صحیح ہونے پر شک ہوتا ہے، اس اعتراض اور شبہ کے کئی جوابات دیے جاسکتے ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ روایتوں کی کثرت مطلقاً نہیں ہے، بلکہ یہ کثرت نسبتاً ہے، کیوں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے زیادہ روایتیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اخذ کی ہے، وہ روایتیں زیادہ نہیں ہیں، جو آپ نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہے، اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خود اس کا اعتراف کیا ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس اُن سے زیادہ روایتیں تھیں، کیوں کہ ابو ہریرہ کے فرمان کے مطابق عبداللہ حدیثیں لکھا کرتے تھے اور وہ نہیں لکھتے تھے، اس کو امام ابو بکر ابن خزیمہ نے صراحت کے ساتھ اپنی اس بات میں بیان کیا ہے: حضرت ابو ہریرہ اصحاب رسول میں آپ ﷺ سے آپ کی روایتوں اور صحابہ کرام کی روایتوں کو صحیح سندوں کے ساتھ سب سے زیادہ روایت کرنے والے ہیں۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں بڑی مدت تک رہنے والے صحابہ کرام کی کم روایتیں نسبتاً کم ہیں، اس کا ایک سبب یہ ہے کہ ان میں سے بعض لوگوں کی وفات بہت جلد ہوئی،

وضاحت کرنے پر اکتفا نہیں کرتے تھے، بلکہ انھوں نے عورتوں کو بھی ان کی ضرورت کے مطابق اور ان سے متعلق امور کے بارے میں حدیثیں بیان کی اور وعظ و نصیحت کی، امام احمد نے ابو ہریرہ کے آزاد کردہ غلام عبید کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ ان کی ملاقات ایک عورت سے ہوئی تو انھوں نے دریافت کیا: کیا تم نے خوشبو لگائی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، ابو ہریرہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ”جو بھی عورت مسجد آتے وقت خوشبو لگائے گی تو اللہ اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا، یہاں تک کہ خوشبو کو جنابت کی طرح دھو ڈالے“۔ پس تم واپس چلی جاؤ اور اس کو دھولو۔ (۱)

اوزاعی نے اسماعیل بن عبید اللہ سے، انھوں نے کریمہ بنت حساس سے روایت کیا ہے کہ میں نے ابو ہریرہ کو ام درداء کے گھر میں کہتے ہوئے سنا: تین چیزیں کفر ہیں: نوحہ کرنا، پکڑے بھاڑنا اور نسب پر طعن کرنا۔ (۲)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنے والی عورت کو نصیحت کی اور بتایا کہ خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے، چاہے وہ مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے کیوں نہ نکلی ہو، اور اس عورت کو گھر جا کر خوشبو دھونے کا حکم دیا، آج ہماری مسلمان عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس نبوی ارشاد پر توجہ دیں، تاکہ وہ گمراہ آنکھوں اور مریض دلوں سے محفوظ رہیں۔

مشہور صحابی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی بیوی فاضلہ تابعیہ ام درداء کے گھر میں موجود عورتوں کو تین ایسے امور سے منع کیا، جن کو عام طور پر عورتیں بجالاتی ہیں، یہ تینوں جاہلی عادتیں اور رسم و رواج تھے، جن کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے اور ان کو کفر کے برابر بتایا ہے، کیوں کہ جو ان اعمال کا مرتکب ہوتا ہے، وہ جہنم کی راہ پکڑتا ہے، جس طرح کفر کرنے والے کو اُس کا کفر جہنم میں پہنچا دیتا ہے، اس میدان میں انھوں نے کامیاب تربیتی، دعوتی اور اصلاحی منہج کو اختیار کیا، چنانچہ انھوں نے ہر ایک کے مناسب گفتگو کی، مردوں کو ان

۱۔ منہاج امام احمد ۱/۵۰۷-۱۰۸، ابن ابی لہیعہ ۲/۱۳۲۶، یہ الفاظ منہاج امام احمد کے ہیں

۲۔ سیر اعلام النبلاء ۲/۵۸۶، ام درداء صحابیہ نے اپنے شوہر ابوالدرداء ابو ہریرہ سے روایت کی ہے

کے مناسب باتوں سے مخاطب کیا اور مردوں کے لیے مخصوص امور سے ان کو مطلع کیا، اور عورتوں کو ان کے مناسب خطاب کیا اور ان سے مخصوص امور سے ان کو مطلع کیا، اس میں انھوں نے اس دعوتی اور تربیتی منہج کو اسوہ بنایا ہے، جس کے ستونوں کو رسول اللہ ﷺ نے مستحکم کیا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دعوتی اسلوب میں تنوع اختیار کیا، آپ کے دعوتی اسلوب مندرجہ ذیل تھے:

۱۔ ترغیب کا اسلوب

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کا گزرمہینہ کے بازار سے ہوا تو انھوں نے کہا: بازار والو! تم پیچھے کیوں رہ گئے؟ لوگوں نے دریافت کیا: ابو ہریرہ! کیا ہوا؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم لوگ یہاں ہو!! کیا تم لوگ جا کر اپنا حصہ نہیں لو گے؟ لوگوں نے دریافت کیا: کہاں ہے؟ انھوں نے فرمایا: مسجد میں۔ لوگ دوڑتے ہوئے گئے، ابو ہریرہ وہیں کھڑے رہے، یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئے تو ابو ہریرہ نے ان سے دریافت کیا: تم لوگوں کو کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا: ابو ہریرہ! ہم مسجد گئے اور اندر داخل ہوئے تو ہمیں وہاں کوئی چیز تقسیم ہوتے ہوئے نظر نہیں آئی۔ ابو ہریرہ نے ان سے دریافت کیا: کیا تمہیں مسجد میں کوئی نظر نہیں آیا؟ لوگوں نے کہا: ہم نے چند لوگوں کو نماز پڑھتے، چند لوگوں کو قرآن پڑھتے اور چند لوگوں کو حلال اور حرام کا مذاکرہ کرتے ہوئے دیکھا۔ ابو ہریرہ نے اُن سے فرمایا: تمہارا ناس ہو، وہی محمد ﷺ کی میراث ہے۔ (۱)

اس عمدہ اور بہترین اسلوب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے حقیق اور نفع بخش نبوی میراث کی وضاحت کی، کیوں کہ آپ ﷺ نے وراثت میں درہم و دینار اور دوسرا مال نہیں چھوڑا، بلکہ لوگوں کے لیے قرآن و حدیث اور ہدایت و معرفت اور فلاح و کامیابی کو چھوڑا۔

دوسرا باب

حضرت ابو ہریرہ پر اعتراضات

اور اس کے اسباب

پہلی فصل:

آپ پر کیے گئے اعتراضات اور شبہات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحبت نبوی، آپ کی خدمت، سنت نبوی کی تبلیغ اور سیرت حسنہ کی تشہیر، آپ کا بہترین سلوک اور برتاؤ، آپ کی صحیح سالم پر امن طبیعت، آپ کے دینی بھائیوں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف سے آپ کی تعریف اور بعد کے علمائے کرام تابعین وغیرہ کی طرف سے آپ کے کارناموں کی توصیف؛ ان سب چیزوں نے بھی خواہشات کی پیروی کرنے والوں کو آپ کے خلاف بولنے، آپ پر اعتراضات کرنے اور جھوٹے الزامات عائد کرنے سے نہیں روکا، ان لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بعض روایتوں کو ہدفِ ملامت بنایا ہے، ان سب اعتراضات اور شبہات کا جواب قدیم اور جدید علمائے کرام نے دیا ہے اور ان کے باطل اور جھوٹ ہونے کو واضح کیا ہے، بعض اعتراضات آپ کی شخصیت اور کئی روایتوں پر کیے گئے ہیں، ہم ذیل میں دلائل و براہین کے ذریعے اس قسم کے اعتراضات اور شبہات کی تردید کریں گے اور ان کا دھوکہ جواب دیں گے:

لوگوں نے ان سے روایت کی ہے، اسی طرح بہت سے صحابہ اور ثقہ تابعین نے آل بیت سے روایت کی ہے، انھوں نے حضرت ابو ہریرہ سے بھی روایت کیا ہے اور کسی نے آپ سے تعارض نہیں کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آل و اصحاب ان سے راضی تھے اور ان کی روایتوں کو قبول کرتے تھے، جو ہمارے مندرجہ بالا دلائل کی مزید تاکید حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ فاضل استاد عبدالمعظم صالح کی کتاب ”دفاع عن أبي هريرة“ کا مطالعہ کرے، انشاء اللہ اس موضوع پر سیر حاصل بحث ملے گی اور میری باتوں کی تاکید بھی ہو جائے گی۔

۲۔ ترہیب کا اسلوب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جس طرح دعوت میں ترغیب کا اسلوب اختیار کیا، اسی طرح ترہیب کا بھی اسلوب استعمال کیا، ان لوگوں کے ساتھ یہ اسلوب اپنایا جو جہالت اور لاعلمی کی بنیاد پر گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں، یا گناہوں کے انجام سے واقف نہیں ہیں۔ اس کی ایک مثال وہ ہے جو گزر رہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ام درداء کے گھر میں عورتوں کو نصیحت کی اور ان کو نوحہ کرنے، کپڑے پھاڑنے اور نسب پر طعن کرنے سے چونکا کیا اور ڈرایا، جن چیزوں کو آپ نے کفر شمار کیا، کیوں کہ ان سے بڑا گناہ ہوتا ہے اور ان پر سخت ترین عذاب دیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: وضو مکمل کرو، کیوں کہ میں نے ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”ایڑیوں کے لیے آگ کی بربادی ہے“۔^(۱)

۳۔ روبرو اور صراحت کا اسلوب

قائد، ابو عمرو سے روایت کرتے ہیں: میں ابو ہریرہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، وہ کہتے ہیں: بنو عامر بن صعصعہ کے ایک شخص کا گزر رہا تو لوگوں نے ابو ہریرہ سے کہا: اس عامری شخص نے بہت مال جمع کیا ہے۔ ابو ہریرہ نے کہا: اس کو میرے پاس بلا لاؤ۔ چنانچہ اس کو بلایا گیا تو انھوں نے فرمایا: مجھے بتایا گیا ہے کہ تم بڑے مال دار ہو۔ اس عامری شخص نے جواب دیا: جی ہاں، اللہ کی قسم! میرے پاس سو سرخ اونٹ اور سو مٹیلے اونٹ ہیں، یہاں تک کہ اس نے مختلف قسم کے اونٹ، غلام اور گھوڑے گنائے، یہ سن کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اونٹوں کے کھر اور بکریوں کے پیروں سے بچو۔ آپ یہ بات دہراتے رہے، یہاں تک کہ عامری کا رنگ بدلنے لگا اور اس نے کہا: یہ کیا ہے؟ ابو ہریرہ! انھوں نے

فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جس کے پاس اونٹ ہے اور وہ اس کا حق اس کے ”نجدۃ“ اور ”رسل“ میں ادا نہ کرے.....“۔ ہم نے دریافت کیا: اللہ کے رسول! اس کا ”رسل“ اور ”نجدۃ“ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی خوش حالی اور تنگی میں، تو وہ قیامت کے دن سب سے زیادہ صحت مند، بڑے، موٹے اور خوش حال آئیں گے، پھر ان کے لیے چھٹیل میدان بچھا دیا جائے گا تو وہ اس کو اپنے کھروں سے روندیں گے، جب آخری اونٹ بھی گزر جائے گا تو پہلا لوٹا دیا جائے گا، اس دن، جو پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا، یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا تو وہ اپنا راستہ دیکھ لے گا.....“۔

عامری نے دریافت کیا: ابو ہریرہ! اونٹوں کا حق کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: بہترین اونٹ دیا جائے، زیادہ دودھ والی اونٹنی دی جائے، سواری کے ضرورت مند کو سواری کے لیے دیا جائے، دودھ پلایا جائے اور نرا اونٹ کو مفتی کے لیے جائے۔ (۱)

اگر ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعوتی اور تعلیمی کوششوں اور ان کے لیے اختیار کردہ آپ کے اسلوپوں کو تلاش کریں تو بڑی طویل گفتگو ہوگی، ہم نے یہاں صرف اس موضوع کی چند مثالیں پیش کی ہے کہ آپ نے اس میدان میں کتنی کوششیں اور جدوجہد کی، فائدہ اٹھانے والے نے آپ کے علم سے فائدہ اٹھایا اور اس کو دوسروں تک پہنچایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانے میں رونما ہونے والے اختلافات میں غیر جانبدار رہے، مثلاً امیر المومنین علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے درمیان ہونے والے اختلاف میں کسی کا ساتھ نہیں دیا، یہ موقف بہت سے صحابہ کرام نے اختیار کیا تھا اور فتنے سے دور رہے تھے، مثلاً سعد بن ابوقحاص.....

آپ کے قول و عمل سے کوئی ایسا ثبوت نہیں ملتا کہ آپ غیر جانبدار کیوں رہے؟ اسی طرح یہ بھی کہیں نقل نہیں کیا گیا ہے کہ ان دونوں میں سے کسی نے اپنی تائید کا مطالبہ کیا تھا،

نے دریافت کیا: اللہ کے رسول! آپ ان دونوں سے محبت کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، جس نے ان سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے ان سے دشمنی کی، اس نے مجھ سے دشمنی کی۔ (۱)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب بھی میں نے حسین بن علی کو دیکھا تو میری آنکھیں ڈبڈبائیں، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن گھر سے نکلے تو مجھے مسجد میں دیکھا، اور میرا ہاتھ پکڑا، میں آپ کے ساتھ چلا، یہاں تک کہ آپ بنوقیصاع کے بازار میں آئے، ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی، آپ نے چکر لگایا اور دیکھا، پھر لوٹ آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ لوٹ آیا، آپ مسجد میں بیٹھ گئے اور فرمایا: میرے پاس بچے کو بلاؤ، حسین گھٹے ہوئے آئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی گود میں بیٹھ گئے، پھر اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی میں ڈال دیا تو رسول اللہ ﷺ حسین کا منہ کھول کر اپنا منہ ان کے منہ میں ڈالے لگے اور فرمانے لگے: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ (۲)

ان ہی چند مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے، ورنہ آل بیت کے فضائل کے سلسلے میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت کردہ بے شمار روایتیں ہیں، ان چند روایتوں کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کا آل بیت سے تعلق محبت، ان کے فضائل و مناقب بیان کرنے کی خواہش کا اظہار ہو اور اس بات پر دلالت ہو کہ حضرت ابو ہریرہ اور آل بیت کے درمیان گہرے روابط تھے، اس سے ان لوگوں کی ناواقفیت اور جہالت کا پتہ چلتا ہے جو اس تعلق کے سلسلے میں گھٹیا باتیں کہتے ہیں اور ان کے درمیان دشمنی کی موجودگی کی باتیں کرتے ہیں۔

دوسری طرف آل بیت میں سے کسی کی طرف سے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر طعن یا آپ پر کوئی الزام ثابت نہیں ہے، بلکہ یہ بات ثابت ہے کہ آل بیت میں سے بعض

۱۔ مستدرک حاکم ۳/۶۶، حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے

۲۔ مستدرک حاکم ۳/۸۸، حاکم نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے، علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے

کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ ان کو ابو المساکین (مسکینوں کا ابا) کہا کرتے تھے۔ (۱)

۳۔ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے حسن سے معافہ کیا۔ (۲)

حضرت ابو ہریرہ ایک دوسری روایت میں نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن سے فرمایا: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، پس تو بھی اس سے محبت کر اور اس سے محبت کرنے والوں سے محبت کر۔ (۳)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے نزدیک حسن بن علی سے زیادہ محبوب کوئی دوسرا نہیں ہے، اس کے بعد جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں وہ فرمایا جو آپ نے فرمایا۔ (۴)

۳۔ عمیر بن اسحاق سے روایت ہے کہ میں مدینہ کی گلیوں میں حسن بن علی کے ساتھ جا رہا تھا، ہماری ملاقات ابو ہریرہ سے ہوئی تو انھوں نے حسن سے کہا: میری جان آپ پر فدا! آپ اپنا پیٹ کھولے، تاکہ میں وہیں بوسہ دوں جہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنا پیٹ کھولا تو ابو ہریرہ نے آپ کے ناف کا بوسہ لیا۔ (۵)

۴۔ عبد الرحمن بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نکل کر ہمارے پاس آئے اور آپ کے ساتھ حسن اور حسین تھے، ان میں سے ایک آپ ﷺ کے ایک کندھے پر تھا اور دوسرا دوسرے کندھے پر، ایک مرتبہ آپ اس کو بوسہ دیتے اور دوسری مرتبہ اس کو یہاں تک کہ آپ ہمارے پاس پہنچ گئے تو ایک شخص

۲۔ بخاری ۲/۲۱۶، مناقب الحسن و حسین رضی اللہ عنہما

۳۔ صحیح ابن حبان ۵۶/۸

۱۔ ابن ماجہ ۱۳۸/۵

۳۔ مسلم ۱۲۹/۱۲، مسند امام احمد ۱۴/۱۲۸

۵۔ مسند امام احمد ۱۴/۱۲۸، صحیح ابن حبان ۵۷/۸

کیوں کہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا، نہ گھوڑے اور نہ مال و دولت، اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ حتی الامکان عافیت و سلامتی کو ترجیح دیتے تھے، اپنے اس موقف کو صرف اس وقت چھوڑا جب امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا باغی گروپ نے محاصرہ کیا، جس نے حضرت عثمان کو ۲۵ ہجری کو شہید کر دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں ان کا دفاع کرنے کے لیے داخل ہوئے، ان میں حسین بن علی بن ابوطالب، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر وغیرہ شامل تھے۔

حاکم نے موسیٰ بن عقبہ اور ان کے دو بھائی محمد اور ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: ہمیں ابو حسن نے بتایا کہ میں نے ابو ہریرہ کو حضرت عثمان کے گھر میں دیکھا، جب کہ ان کا محاصرہ کیا گیا تھا، میں نے ان سے بات کرنے کی اجازت طلب کی تو ابو ہریرہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: فتنة اور اختلاف ہوگا۔ یا فرمایا: اختلاف اور فتنة ہوگا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے دریافت کیا: اللہ کے رسول! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم امیر اور اس کے ساتھیوں کی اطاعت کرو اور آپ نے عثمان کی طرف اشارہ کیا۔ (۱)

اس واقعے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایسے سخت موقع پر حق کے اظہار کی جرات کا پتہ چلتا ہے، جس وقت حق کہنے والے کا کیا انجام ہو سکتا ہے معلوم نہیں رہتا، وہ گھر ہی میں اُس وقت تک رہے جب تک وہ اور ان کے ساتھی مغلوب نہیں ہوئے، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا، اللہ ان سے راضی ہو جائے اور اسلام کی طرف سے ان کو بہترین بدلہ عطا فرمائے، جو بدلہ صدیقین، شہداء اور صالحین کو عطا کیا جاتا ہے۔

بنو امیہ کے حکمرانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس موقف کو یاد رکھا اور اپنی حکومت کے دور میں آپ کو بہترین صلہ دیا، شاید اسی وجہ سے خواہشات کی پیروی کرنے والوں کو یہ موقع ملا کہ آپ پر الزام تراشی کریں۔

۱۔ مستدرک حاکم ۳/۹۸، انھوں نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، علامہ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور آل بیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آل بیت کو چاہنے والے، ان کی عزت و تکریم کرنے والے، ان کے فضائل کو پہچاننے والے، رسول اللہ ﷺ سے ان کی رشتے دارے کا خیال رکھنے والے، ان کے بارے میں آپ ﷺ کی وصیت کو یاد رکھنے والے، ان کے فضائل اور مناقب کی بہت سی حدیثوں کو روایت کرنے والے اور نبی کریم ﷺ کی ان سے محبت کو بیان کرنے والے ہیں، آل بیت کے فضائل و مناقب کے سلسلے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی چند روایتیں ذیل میں بیان کی جا رہی ہیں:

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

ابہل بن ابوصالح نے اپنے والد کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اللہ اُس کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابوطالب کو بلایا اور جھنڈا اُن کو دیا، اور فرمایا: چلو اور پیچھے نہ مڑو، یہاں تک کہ اللہ تمہارے ہاتھوں فتح نصیب فرمائے۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں: علی تھوڑی دور چلے، پھر رک گئے اور مڑے نہیں، چلا کر دریافت کیا: اللہ کے رسول! میں لوگوں سے کس بنیاد پر جنگ کروں؟ آپ نے فرمایا: ان سے جنگ کرو، یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، اگر وہ اس کا اقرار کریں تو انھوں نے تم سے اپنے خون اور مال کی حفاظت کی، مگر یہ کہ کوئی حق ہو اور ان کا حساب اللہ کے پاس ہوگا۔ (۱)

۲۔ مخمر بن ابو ہریرہ، حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں: میں اُس وقت علی بن ابوطالب کے ساتھ تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو مکہ والوں میں براءت کا اعلان کرنے کے لیے روانہ کیا، راوی نے دریافت کیا: آپ لوگ کس چیز کا اعلان کر رہے تھے؟

ابو ہریرہ نے جواب دیا: ہم یہ اعلان کیا کرتے تھے کہ جنت میں سوائے مومن کے کوئی دوسرا داخل نہیں ہوگا، کوئی ننگا کعبہ کا طواف نہ کرے، جس کے درمیان اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی معاہدہ ہوا ہے تو اس کی مدت چار ماہ ہے، جب چار مہینے گزر جائیں تو اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے بری ہیں، اور اس سال کے بعد کوئی مشرک اس گھر کا قصد نہ کرے، وہ کہتے ہیں: میں اعلان کر رہا تھا، یہاں تک کہ میری آواز بیٹھ گئی۔ (۱)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مہم کی ذمہ داری حضور ﷺ نے حضرت علی کو دی تھی اُس میں حضرت ابو ہریرہ ساتھ تھے۔

۳۔ اور انفع سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ سے کہا: علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ جب عراق میں تھے تو جہد کی نماز میں سورہ جعد اور سورہ منافقون پڑھا کرتے تھے۔

ابو ہریرہ نے یہ سن کر کہا: رسول اللہ ﷺ بھی یہی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ (۲)

اس روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے علی بن ابوطالب کے فضائل میں سے ایک فضیلت یہ بیان کی کہ حضرت علی نے اس مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی اور اتباع کی ہے۔

۲۔ حضرت جعفر بن ابوطالب کے فضائل و مناقب

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: مساکین کے لیے لوگوں میں سب سے بہترین جعفر بن ابوطالب تھے، وہ ہم کو لے جاتے اور اپنے گھر میں موجود کھانا کھلاتے، یہاں تک کہ وہ ہمارے لیے چڑے کا برتن نکالتے تھے، جس میں تھوڑا بہت جو کچھ رہتا، ہم اس کو کھولتے اور اس میں موجود کھانے کو چائے تھے۔ (۳)

۲۔ مقبری، حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں: جعفر بن ابوطالب مسکینوں سے محبت کرتے تھے، ان کے ساتھ بیٹھتے تھے اور ان سے باتیں کرتے تھے، اور وہ جعفر سے باتیں

من اصداد اکتسا
More Others

